قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله

افلا تعقلون

پادری عماد الدین صاحب کی کتاب تاریخ محمدی کی وضع تالیف و کیفیت مآخذ پر نظر ثانی

موسوم به

تعلیقات

جس مین

جناب پیغمبر کی صحت نبوت کی عقلی دلالت اور انکے محاسن اخلاق کی نسبت [illegible]

اور سند انجیل کی تفصیلی قدح وغیرہ امور مفیدہ ثبت ہین

مصنفہ منشی چراغ علی صاحب

مطبع منشی علی اصغر صاحب مالک مطبع مخزن الاخبار لکھنؤ مقام [illegible] سنہ ۱۸۸۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

میں نے کئی ایک کتابیں جو انگلستان کے فاضلوں نے جناب خاتم المرسلین و افضل النبیین کی سیرت کے بیان میں مفصل یا مختصر طور پر لکھی دیکھیں اور ہر ایک کی باہمیت پر کما ینبغی اطلاع اور آگاہی حاصل کی ہر چند کہ بقول مانڈرس (صاحب مخزن تذکرات) جناب رسالتمآب کی سیرت کی کتابیں افترآت اور مبالغوں سے بھری ہوئی ہیں اور اکثین ان کے پیروؤں کی طرف سے بنظر اظہار فضایل ہے اور عیسائی مؤرخوں کی جانب سے تحقیر اور ریزہ چینی کی غرض سے بہت جھوٹی باتیں افترا ہوئی ہیں[5] (مانڈرس ٹریزری آف ہسٹری ...) تاہم چند اقوال انگلستان کے علماء باانصاف و فضلاء تارکان عصبیت کے ذیل میں درج کرتا ہوں ۔ ان اقوال کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ صاف باطن حق پرست اور انصاف دوست مصنفین کی رائے اور امر حق کا ظہور کس طور پر ہوتا ہے نہ کہ پادری عمادالدین کے مانند متعصب حق کو بدل ... دشمن کج بحث مؤلف کا طرز جو داب حق شناسی کے خلاف ہے ۔

---

[5] حقیقت میں کتب سیر مجموعہ غلط و صحیح ہیں ۔ کیا خوب کہا ہے زین عراقی نے

ولیعلم الطالب ان السیرا
تجمع ما قد صح و ما قد انکرا

قول عمدہ متکلمین انگلستان طامس کارلیل

"محمدؐ × × × کا تمام حوصلہ یہی تہا کہ راستبازی سے دنیا مین گزران کرین - انکا شہرہ جمیل یعنی انکی جان پہچان والون کا حسن ظن اونکی حق مین کافی تہا - ابھی وہ کہولت کی سن تک نہ پہونچنے پائے تہے کہ اونکی تمام خواہشین منطفی ہوگئی تہین اور جو کچھہ اس دنیا مین اونکا حصہ تہا وہ یہی تہا کہ روز بروز اونمین صلح و آشتی بڑہتی جاتی تہی - تو کیا اونہون نے اب طریقہ ہوسناکی شروع کیا اور سب گزشتہ نیکنامی کو چہوڑکے جس چیز سے متمتع نہو سکتی تہی اسکے حاصل کرنیکو دغاباز اور مزوّر بن گئے - حاشا مین اسکو ہرگز باور نکرونگا"

(منقول از لکچر ۲ صفحہ ۵۰ منطبع سنہ ۱۸۶۲ء)

تحریر سرآمد مورخین انگلستان ایڈورڈ گبن

"اس مذہب مین بانی مذہب کی سیرت ﷺ اسکے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے - محمدؐ کی حدیثین بہت سے امور حق کی نصیحتین اور اونکے افعال بہت سی نیکی کے نمونے ہین اور اونکی ازواج و اصحاب نے اون کے بہت سے خلوت اور عبادت کے مآثر جمیلہ محفوظ کر رکھے ہین -"

(تاریخ رومتہ الکبری باب ۵ جلد ۶)

تقریظ افضل العلما ریورینڈ جی ایم راڈویل

"..... بلکہ دلیلون سے ثابت ہی کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تہے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چہوڑا دین -

اور یہہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش اونکی یہہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو
اونکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی اشتہار کرین ۔ چنانچہ اسی مطلب کے
حصول کے لئے قرآنی سورتون کی تصنیف کا سامان انہین ناگزیر ہوا ۔ اور یہہ کہ
اونہین اس امر کا اعتقاد کامل ہو گیا تہا کہ مجھے درجہ الٰہی پہونچا ہی ۔ اور مقتضا خواہش
اور بتدریج فوز مرام اس امر کا باعث ہوا کہ انہون نے اپنے آپ کو خدا کا رسول امین با وقعت
× × × × × تاہم محمد صلعم کی سیرت اک عجیب شئے نہ ہو اس قوت اور جوش کا جو انکے ذہن مین
ہوتی ہے جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے ۔ انہین سے جو کچھہ نتیجہ نکلا وہ یہہ تہا
(اور وہ بہت واہم ہین) انکی ذات کریم اور سیرت صادقت شعون ہمیشہ اون کو
اون لوگون مین تصور کیا جاویگی جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام جیوۃ دنیوی
پر ایسا اختیار حاصل ہے جو بجز کسی حقیقت مین بڑے اولوالعزم کے اور کسی کو نہین ہو سکتا
اور ان لوگون مین آپ کو سمجھا جاویگا جنکی کوششین باوجود خطاؤن اور تقصیرون کے کسی بڑے
امر حق کی اشاعت کے لئے کامیاب ہونگی "

(دیباچہ ترجمہ قرآن شریف صر ۲۳ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ء)

منقول از کتاب مجمع العلوم مؤلفہ ابراہام ریس

" مسلمان مؤرخون نے نبی عربی کے صفات بدنی و عقلی کے ستائش مین بہت کچھہ
لکہا ہی ۔ اور گو ہم ہر اک صفات خارق عادات کو تسلیم نہین کرتے مگر تاہم اس امر کا
اعتراف پر ضرور ہے کہ اونمین بہت سی قابلیتین جنمین سے بعض کا تذکرہ ابہی ہوا ہی ۔
اور اکثر کمالات اور خواص ایسے جمع تہی جنسے وہ اپنے معاصرون سے رتبہ عالی پر پہونچ گئے
اور جس امر کا اونہون نے عزم کیا تہا اوسکے لایق ہو گئے ۔

انسائکلوپیڈیا ریس جلد ۲۲ سنہ ۱۸۱۹ء

ماخوذ از مجمع العلوم چیمبرس

اسلام کا وہ حصہ ہی جس سے اوسکی بانی کی رائے کا انکشاف ہوتا ہی نہایت کامل اور غایت درجہ مین موثر ہی یعنی قرآن کی تصانیف — یہہ تصانیف کسی ایک دستور یا تعلیم کے نظام مین مجتمع نہین ہین بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت مین سلسلۂ مذہب کی مانند بیجا طور ممزوج ہین — نا انصافی - جہوٹ - غرور - کینہ کشی - تہمت - [illegible] - عداوت - فضول خرچی - طمع - حرامکاری - خیانت - اور نفاق کی مذمت بیان کی گئی ہی اور اونکو قبیح اور بیہودہ بتلایا ہی = اور برخلاف اوسکے [illegible] - فیاضی - عفت - بردباری - صبر و تحمل - کفایت شعاری - راست بازی - عالی ہمتی - حیا - صلح پسندی - حق دوستی - اور ان سب پر بالاتر توکل بر خدا اور انقیاد الٰہی کو عماد پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کے اصلی نشان قرار دئے ہین -

(چیمبرس انسائکلوپیڈیا جلد [illegible])

مقولہ ڈاکٹر اے سپرنگر

"محمد ...... تیز فہم اور نہایت منتہی عالی نظر تہے صاحب [illegible] اور عالی مذاق تہے - گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تہے مگر بہت لوگ انکو شاعر سمجہتے تہے اور قرآن کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اسکے عمدہ فضائل ہین - انکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تہا - انکو نکلتے ہوئے آفتاب بہتے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تہا - اور خوش نغمہ [illegible] آواز آبشار و طیور کے نغمہ حمد الٰہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تہی - اور سنسان جنگلون و ویران شہرون کے خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے تہے"

(سیرت محمدی صہ ۸۹)

ملتقط از کلام آنریبل ولیم میور

چونکہ محمد صلعم کو اپنی رسالت کا نہایت قوی اور مضبوط اعتقاد تہا اسلئے انکی طرف سے
اس دین کی موعظہ مین بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تہی - اور چونکہ فصاحت مین
بہی آپ کو کمال تہا اور انکا کلام عربی زبان مین نہایت شستہ الفاظ اور بلاغت سے معمور تہا
اور انکی طلاقت زبان آوری سے روحانی حقیقتون کو عالم تصویر بنا دیا اور انکے
زندہ خیالات نے قیامت اور روز جزا اور لذات بہشت اور عذاب جہنم کے مضامین
نہایت قریب تر کر کے پیش نظر کر دکہلایا —

معمولی گفتگو مین تو آپکا کلام آہستہ مفصل اور قوی تہا مگر
ہنگام وعظ انکی آنکہین سرخ اور آواز بہاری اور بلند ہو جاتی تہی اور تمام جسم آپکا
ایک ایسی حالت جوش یا اضطراب مین ہو جاتا تہا گویا کہ وہ لوگون کو کسی غنیم کے آنے کی
خبر دیتے ہین کہ وہ غنیم صبح سویرے یا اسی شب ہی کو ان پر آ پڑیگا —

اور ہم اسکو بے تامل تسلیم کرتے ہین کہ پہلے محمد صلعم کو اعتقاد تہا
یا باور کرلیا تہا کہ انکے مکاشفات خدا کی جانب سے ہوتے ہین — انکے مکہ مین
رہنے کے زمانہ مین تو یقیناً کوئی ذاتی اغراض یا نالائق اسباب اس نتیجہ کے نکالنے
مین پائے نہین جاتے — وہان پر تو وہ جیسا کہ وہ خود بہی کہتے تہے محض بشیر و نذیر تہے
— اس قوم کے خلاف کہ وہ الحقیقہ وہ واعظ تہے — اور بظاہر تو بجز اون لوگون
کی اصلاح کے اونکا اور کوئی مقصد نہ تہا — محمد صلعم نے گو اپنے اس ارادہ
کو صحیح ذریعون سے انجام دیا ہو خواہ اسمین خطا کی ہو — مگر اسمین شبہ کرنے کی
کوئی کافی وجہ نہین کہ وہ ان ذریعون کو نیک نیتی اور دیانتداری سے عمل مین

لا اُسکے نہیے "۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فقط

(کتاب لائف آف محمدؐ جلد ۴ باب ۳۴ ۱۸۶۱ع)

ایسی تفصیلی شہادتین نقل کرنیکی اس تمہید مین گنجائش نہین اسلئے اسکو مین لنڈن کے "کوارٹرلی ری ویو" کے اک آرٹیکل معنون بہ اسلام کے چند فقرات پر ختم کرتا ہون۔ جس سے ممالک فرنگ کے علماے عالی حوصلہ کی کیفیت جنہون نے اسلام کے متعلق مجلدات ضخیمہ تصنیف کیہین اسطرح پر تحریر ہوئی ہے کہ ادہر تو گٹیا اور کارلائل اور ادوسطرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور اماری اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے تمام جہان پر یہہ بات اچھی طرح ثابت کیہی کہ اسلام اک زندگی بخشنے والی چیز ہے۔ ہزارون منسوخ بیہودہ باتین مشہور تہی۔ اور یہہ کہ محمدؐ(صلعم) کے سیرت کی نسبت جو کچہہ رائے ہو انہون نے مروت کی سنہری کتاب مین اپنے لئے جگہ حاصل کی۔"

(جلد ۱۲۷ صفحہ ۲۹۷ ۱۸۶۹ عیسوی)

لکہنؤ
سلخ سنہ ۱۸ ۶ع

راقم
جج

تعلیقات

عمادالدین کی تاریخ

اول - تاریخ محمدی مولفۂ عمادالدین جو اسوقت ہمارے زیر نظر ہے اسمین حدیث کی کتابون اور محدثون کے بیان سے اس امر کی توقع پائی جاتی تھی کہ اس کتاب کے مؤلف نے انھین کتابون پر رجوع کرکے اصول علم حدیث کے ضابطہ کے موافق احادیث کے راویون پر بحث کی ہوگی اور احادیث کا استخراج اور اقتباس انھین کتب حدیث سے کیا ہوگا - اور ایسا ہونیکی صورت مین اسکے آثار پائے جاتے تھے کہ اس تاریخ مین نہایت مرتبہ کی تحقیق اور تنقید اور علم درائت کی نہایت درجہ تدقیق کی گئی ہوگی - مگر العجب کہ مین نے اس تمام کتاب کو اس قسم کی تحقیقات اور تفتیشات سے معرا اور بالکل ناقص پایا -

مستند سمجھنا یا یہ تصور کرنا کہ کوئی واقعہ اس وجہ سے قابل یقین
ہوجاتا ہے کہ متعدد مورخون نے اسے لکھا ہے خلاف تحقیق ہے"
(قیس رادول کا دیباچہ ص ۱۵) ×

۴- فن تنقید اور تخریج روایات کے مقابلے مین مؤلف کا
روضۃ الاحباب کو پیش کرنا ایسا ناکارہ مستند اور غیر مستقیم متمسک
ہوگا جیسے کوئی تمام قصہ کی کتاب ہوتی ہے کیونکہ مؤلف اپنے
منصب کی حیثیت سے اور اس بڑے بھاری اور امر عظیم کی
ذمہ داری کی وجہ سے اپنی سند کو روضۃ الاحباب تک
نشان دیدینے سے بری الذمہ نہین ہوسکتا۔ بلکہ ہنوز مطالبہ
تصحیح سند اسکے ذمہ قائم رہے گا کیونکہ جمیع مرویات کبھی
مسلم نہین ہوسکتین جب تک کہ وہ اپنے سلسلہ اسناد کے لحاظ سے

روضۃ الاحباب غیر مستند کتاب ہے

× انریبل ولیم میور صاحب (تاریخ محمدی ج ا ص ۱۰۴) فرماتے ہین کہ "یہ قول
ان تاخر تصنیفون کے اجزا سے متعلق نہین ہے جنمین قدماے مصنفین کے الفاظ منقول ہین مثلاً
ابن حجر (م ت ۸۵۲ھ) کی تصنیف اصابہ فی تمییز الصحابہ مین اسی قسم کے
اقوال ایسے قدیم ارباب تذکرہ سے منقول ہین مثلاً ابن عقبہ - اور ابن معشر
اور ابن کلبی وغیرہ - اور یہ بہت ہی مفید ہین"

اصطلاحی صحت اور شہرت وغیرہ کے جہت سے قطعی الصدور ہونے
اور افادہ علم کر دینے اور یقینی مان لینے کے مرتبہ تک پہونچ جاوین
اور جب ایسا ہوگا تو ان اخبار و روایات پر اس حیثیت سے
صحیح اور قطعی ہونیکا گمان یا یقین کیا جاویگا کہ وہ اپنی اسناد کی
راہ سے ایسی ثابت ہوئین نہ کہ روضۃ الاحباب مین منقول ہونیکی
جہت سے۔ دین مسیحی کے عمدہ قسیس جنکو اسلام کے علوم مین
کچھہ مس اور انتک دسترس ہی مثلاً افضل العلما راڈویل صاحب
ایسے مقام کی نسبت اصول فن حدیث اور علم روایت کے موافق
کیا خوب لکھتے ہین (ترجمہ قرآن کی تمہید ص ۱۳) "وہ روایتین کبھی
علی العموم معتبر نہین ہوسکتین جب تک کہ کسی اصل عام تک انکی
سیاقت نہو اور شہود عدول کے وسائط سے ہم تک آئے
ہون اور بیانات قرآنی کے موافق نہون۔ مگر ہمیشہ ایسے آیات
قرآنی سے جو باعث ترویج روایات ہوئے ہون چنانچہ ایسا
اکثر ہوتا ہی۔ قطع نظر کی جاوے۔"

۵ — اس تاریخ کے مؤلف نے باوجودیکہ سیرت محمدیہ

راڈویل صاحب کا قول ... [illegible]

[illegible]

ہوس بطلان امر محمدی مین ہر ایک ناکارہ مستند اور ضعیف اور اوہن مستمسک کو مائہ افحام والزام تصور کرکے اوسے مبنائے مطاعن واعتراضات بنایا۔ مگر متاخر مصنفون نے کثرت وضوح حق سے ان لوگون کی سلیط اللسان اور حد سے زیادہ بڑہ جانیوالی بدزبان ہونیکا اقرار واعتراف کیا ہی فضل العلما قسیس ج۔ م۔ راڈویل نے (جنھون نے بڑی سرگرمی اورسعی موفور سے قران مجید کا ترجمہ بترتیب نزول سور کیا ہی) دیباجہ مین) لکھا ہی کہ تاریخی ماخذ یقینیہ سے جتنی زیادہ بصیرت محمد صلعم کی صفات حقیقی مین ہم حاصل کرتے ہین اسیقدر ہم کم وجہ پاتے ہین ان سخت اور ملامت آمیز کلمات کے جائز رکھنے کی جنسے مراکشی اور پریڈیاکس اور اور زمانہ حال کے لوگون نے تکلم کیا ہی جنمین سے ایک نے بوزنطیہ محمدؐ مین عدد بہیمہ (مکاشفات ۱۳) مستخرج کیا ہی۔

بعض عیسائی مورخین کی بدزبانی کی نسبت

ص ۱۳

۴۔ اس تاریخ کے مؤلف کو نقل اخبار وحکایات مین بالتخصیص ان روایات کی نسبت جو اسکے منشار طعن اور مورد اعتراض ہین ایک ایک روایت کے اسناد پر بالانفراد نظر کرنی چاہیے تھی اور اسمین

فن حدیث کی بعض باتین

کتب رجال کے موافق رواۃ کی جرح و تعدیل اور تساوی طبقات
واتصال وغیرہ ضوابط فن درایۃ کے طور پر گفتگو کرنا اور اخبار کے
تواتر یا کثرت اور شہرت اور وحدت پر خیال رکھنا ضرور تھا۔
کیونکہ نہ تو ہر ایک روایت ایک ہی سلسلہ اسناد سے مروی ہی
اور نہ ہر ایک راوی معدل و مزکی ہی اور نہ افادۂ علم اور حصول
یقین اور قطعیت واقع مین سب خبرین علی السویہ مفید و موید ہین
اور جب اصول ماخذ اور اصل و اہتین جنسے واقعات تاریخی کا
استنباط اور استخراج ہو سکتا ہی موجود ہون تو اس قانون کے
موافق جو اس فن کے زبردست جاننے والون نے ان روایتون
کے پرکھنے اور جانچنے کے لیے مقرر کیے ہین انکی تنقید اور تحقیق
کرنی چاہیے۔ مؤلف نے روضتہ الاحباب یا مدارج النبوت کو
اپنا مستند و متمسک اور قوی سند سمجھ لیا ہی حالانکہ ماہرین فن
کے نزدیک اسکا یہ تمسک ایسے مقام پر خلاف تحقیق ہوگا۔
اس مقام پر ہمکو ڈاکٹر اسپرنگر کا قول کہ وہ بھی سیرت محمدیہ کا
اک مشہور مورخ ہی یاد آتا ہی کہ وہ متاخر مورخون کو مثلاً ابوالفدا کو

مؤلف کا ابتدا مین ایسا زور و شور اور دراز نفسی جو اسکی بلند پروازی اور ادعائے تحقیق کی خبر دیتا تھا محض فریب اور تلبیس معلوم ہوا اور محدثون کی فہرست اور اقسام حدیث کی تقسیم محض زیبایش تمہید اور آرایش تسوید کے لیے تھی اور اپنی جھوٹی علمیت اور غلط واقفیت کا اظہار کرنا تھا۔ تمام تاریخ مین نہ ان محدثون کی مرویات پر حوالہ ہے نہ انسے کہین استدلال ہی اور نہ کہین روایتون کو اقسام حدیث مین سے کسی قسم سے منسوب کیا ہی اور نہ انکے راویون کے سلسلے اور انکی جرح اور تعدیل پر گفتگو کی ہے۔ بس ایسی غیر مفید تمہید اور ناکارآمد بیان کی تقدیم سے کیا فائدہ۔

۲ــــ مؤلف نے جس ژرف نگاہی سے علم حدیث پر نظر ڈالنا مناسب سمجھا تھا تو کیا اسنے اسکی مناسبت کی رعایت کی۔ کیا اسنے اپنے آخذ او رمستندات کو فن حدیث کے ضوابط اور قواعد کے موافق تحقیق اور تنقید کیا۔ نہین ہرگز نہین۔ اسکی تو تمام کتاب کا موضوع اور منشا یہی ہی کہ وہ اپنی بدگمانیان اور مطاعن اور تشنیعات اور جھوٹے اعتراضات اور محض باطل شبہات اکثر مضامین اور روایات

ہمی بینا بلکہ

پیش کرتا ہی - پس کیا مورخ کا یہی منصب اور تاریخ نویسی کا یہی ہنر
جیسے - ع - د - نے اس تاریخ مین بے راہ روی اور ناجائز
بے قیدی اختیار کی ہی - ایک عرصۂ غیر بعید گذرا کہ مین نے ایسی ہی
ادعای تاریخ نویسون کی نسبت لکھا تھا کہ وہ جبکہ فن حدیث اس
بحث مین اصل اصیل اور ماخذ جلیل قرار پایا تو ضرور ہی کہ جو لوگ اسلام
کے مقابلے مین کسی روایت سے استدلال کرین تو فن درایۃ
کے اصول اور قواعد کے موافق اسمین گفتگو کرین ہم دیکھتے ہین کہ
جن طاعنین ملت اسلامیہ کی کتابین ہمتک پہونچین یا جن مخالفین
کے اقوال ہمتک منقول ہوئے ان سب کا منشا (بلا مبالغہ) ان
طاعنین کی عدم اطلاع اور قلت معلومات ہی - فن حدیث جو بڑا
عظیم الشان اور وسیع مبحث ہی ان لوگونکو اسکے ادنی مرتبہ پر بھی
اطلاع نہین ہی جبکہ انکی اطلاع کے فقدان کی یہ کیفیت ہو تو قیاس
کر لیجیے کہ انکے استدلال کی کیا صورت ہوگی ایسی حالت فقدان
معلومات مین (کہ متکلمین کے لیے اس حالت شدید الاصابت سے
زیادہ کوئی آفت نہو گی) ان لوگون سے شدت حرص اور اشتداد

سبحان اللہ بعینہٖ مصداق تعریف

لکھنے کا قصد کیا ہی طبقات محدثین اور ذکر کتب احادیث مین
ارباب سیرت اور مورخین اسلامیہ کا ذکر نہین کیا حالانکہ جن لوگون
نے خاصتہً سیرت نبیؐ مین تذکرات و سیر لکھے ہین انکا ذکر ضرور تھا
نہ کہ ان محدثین کی اسامی کا شمار جنھون نے عموماً یا فقہ کے طور پر
احادیث کی ترتیب یا تبویب کی ہی۔ علاوہ ازین جن محدثون کا
ذکر ۱۱-۱۴ صفحہ تک کیا ہی انپر بھی تو کہین حوالہ یا رجوع نہین کیا
اب ہم ارباب سیر کی مختصر کیفیت کشیش راڈویل صاحب کی
عبارت جامع و موجز سے ترجمہ کرتے ہین کہ "پہلا مورخ سیرت
محمدؐیہ کا جسکا ہمکو علم ہے زہری ہی جسنے ۱۲۴ھ مین وفات پائی مگر
اسکی تالیف کو بعد کے مولفون نے اس سے بکثرت نقل کیا ہی اب
موجود نہین اسکے اکثر اخبار عروہ سے (جو ۹۴ھ مین مرگیا اور
عائشہؓ زوجہ محبوبہ نبی کا وابستہ تھا) ماخوذ ہین۔ ابن اسحاق نے
جسنے زہری سے سماع حاصل کیا تھا اور ۱۵۱ھ مین فوت ہوا
خلیفہ المنصور کے لیے اک سیرت محمدؐیہ لکھی اس کتاب پر جسکی باقیات
ہمتک بکثرت چلی آئی ہین ابن ہشام نے تاریخ محمدؐیہ کی بنا ڈالی

واقدی المدنی (مات ۲۰۷ھ) نے اک تاریخ محمدی لکھی جو تلخیص کی صورت مین اسکے کاتب کے ذریعہ سے ہمتک پہونچی ہمین بالکل روایتین ہین — طبری نے جو عرب کا لوی ہے (گبین کی تاریخ حاشیہ) اور بغداد مین (سنہ ۳۱۰ھ) مرگیا سیرت محمدی اور حالات ترقی و شیوع اسلام مین اک کتاب لکھی — یہی قدمار مورخین اصول ماخذ ہین جنسے سیرت محمدیہ کے اخبار صحیحہ مستخرج ہو سکتے ہین" انتہی ×

ان کتابون کی مرویات سے بھی اسی ضابطہ تنقید روایات کے تابع ہین اور خبرون کے معتبر اور غیر معتبر ہونیکے قاعدے کے پابند اور اہل حفظ و ایقان اور ارباب ہذہ الشان کی تصحیح اور تمیز کے محتاج

× سر ولیم میور صاحب ارقام فرماتے ہین کہ "آنحضرت کی زندگی کی تین کتابین ہشامی — واقدی — طبری — ایسی ہین کہ جو شخص دانشمندی سے آنحضرت کے واقعات لکھیگا تو اپنی تحریر کے لیے انہین کتابون کو سند گردانیگا" مگر صاحب ممدوح نے اس بات کو بیان نہین فرمایا کہ ان کتابون مین کسقدر ایسی روایتین ہین جنسے آنحضرت کو کچھ بھی علاقہ نہین ہے اور کسقدر ایسی ہین جنکے راویون کی خصلت نہ کسی مذہبی مسئلہ کے سبب سے بلکہ اخلاقی نقصان کے سبب مشتبہ اور انکی راست بیانی مشکوک یا معلوم ہے اور کسقدر ایسے ہین جنکے بیان کرنیوالے بالکل نامعلوم شخص ہین اور کسقدر ایسے ہین جنکی تحقیق یا تصدیق نہین ہوئی ۔ خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ کا دیباچہ تنقیح ایجاب ۔ قسم

کیونکہ یہ سب متواتر اور بکثرت مشہور اور مسکاتر خبرین نہین ہین کہ مجرد شہرت و اجتماع شروط و ارتفاع موانع یقینی ہو جائین بلکہ اکثر احاد مین جو اپنی ذات سے بھی اور اختلافات کے لحاظ سے بھی قطعی الصدور اور مفید علم نہین ہین۔

۶۔ اقسام حدیث کے بیان مین باہنمہ دعوی جامعیت (ص ۴۲) نہ توان خبرون کی وقعت اور اعتبار کا بیان کیا کہ قطعیت صدور اور افادۂ علم مین یہ خبرین کس مرتبہ پر ہین اور نہ اپنی کتاب کے رویونکو ان اقسام پر تقسیم یا انسے منسوب کیا۔ حالانکہ اخبار کے صیغہ مین یہ امر نہایت اہم اور اعظم ہے جسکی فروگذاشت مخاطب مؤلف تاریخ کی قلت معلومات اور فقدان اطلاع پر دال ہے۔

اقسام حدیث کے بیان مین اس نقص کا

۷۔ جناب رسول خدا کے مجاری احوال اور خلوت و جلوت کے حالات و دیگر اقوال و افعال اور عموماً سوانح عمر اور سرگذشت کا علم حاصل کرنے کے لیے دو ماخذ جلیل موجود ہین۔

سیرت محمدیہ کے دو ماخذ ہین

اول ماخذ۔ وہ کتاب کریم اور ذکر حکیم جو زمان نبوت مین لکھا گیا اور جسکے حالات کی وہ خبر دیتا ہے اسکی ہمعصر تحریر ہے کہ اس ہی زمانہ سے

اسی زمانہ کی تحریر ہے جسکا بیان اسی کتاب مین ہے

ابتک نہایت کثرت اور شہرت اور تواتر سے مروج اور مشہور اور
منتشر ہوتا آیا— یہ دونو امر عایت مرتبہ مین قطعی اور یقینی ہونیکی
وجہ سے منجملۂ اجلائی بدیہیات مین کہ جنکے ثبوت مین دلیلین اور
سندین نقل کرنا غیر ضروری ہے صرف ایک محقق معاصر کا قول
جسکی نظر دقیق اور تحقیق انیق کو محققین سابق و لاحق کا خلاصہ اور
مجموعہ سمجھنا چاہیے اسکی شہادت مین لکھا جاتا ہے- انریبل سر ولیم میور
لکھتے ہین کہ (تاریخ محمدی جلد اول کا مقدمہ) اسلام کی ابتدا اور
اسکے بانی کے مجاری احوال کی تمامی تحقیقات مین قرآن انکا مبنی
اور عیار ہے- پس ہمارے پاس خود محمدؐ کے کلمات کا ذخیرہ موجود
ہے جو انکی زمان حیات مین لکھا گیا اور جو اونکے تمام مجاری احوال پر
محیط ہے اور انکے مذہبی تصورات اور جلوت اور خلوت کے افعال اور
عادات بیان کرتا ہے- انکے اس مقرر کیے ہوئے عیار سے انکی
سیرت اور افعال کی نسبت ہم اچھی طرح رائے قائم کر سکتے ہین کیونکہ
ضرور ہے کہ ہمین یا تو انکے واقعی حالات کا یا جو کچھ متخیل ہونیکے
وہ مستوجب ہین بیان ہو دسے اور محمدؐ کے صفات و عادات کا

قرآن ایسا سچا آئینہ ہی کہ قدماے مسلمین مین یہ قول کہ خلقہ قرآن سے مثل سائر ہو گیا تھا۔ عائشہ سے (جیساکہ اور ہی ازواج نبی سے حضرت نبوی کے عادات و صفات کی نسبت بھی اکثر پوچھا جاتا تھا) کسی نے پوچھا تو جواب مین عائشہ رض نے کہا کہ کیا تیری میری یا قرآن نہین ہی اور کیا تو عرب یا عربی خوان نہین اسنے کہا بے شک مین ہون تو اوس سے کہا تو پھر تو مجھسے کیون پوچھتا ہی۔ کیونکہ نبی کے عادات و صفات تو قرآن ہی ہی فقط فی تحقیقت سیرت محمد صلعم کا قرآن مبنی ہی فقط اور ایک جگہ اور کہتے ہین کہ " نہایت قوی قیاس سے ہم کہتے ہین کہ ہر ایک آیت قرآن کی محمد صلعم کے غیر محرف اور صحیح الفاظ مین ہی اور لااقل ہم اسکے نتیجہ مین دوان ہمیر کے قول کے بہت ہی قریب پہونچتے ہین کہ ہم قرآن کو محمد صلعم کا کلام ایسا ہی یقینی جانتے ہین جیساکہ مسلمان اسکو کلام الہی سمجھتے ہین " فقط اور پھر ایک جگہ قرآن کی نسبت یہ بھی لکھا ہی کہ " غالباً جہان مین کوئی اور ایسی کتاب نہو گی

---

۵ " کاتب الواقدی ص ۱/۲ ۰ " کاتب الواقدی نے مختلف اسناد سے کئی مرتبہ اس روایت کو انھین الفاظ سے بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قول مثل سائر ہو گیا تھا " انتہی حاشیہ منہیہ تاریخ میور

رسمیہ صحیح

ایسی صحت سے ... جہان مین نہین ہے

ماخذ احادیث

جو بارہ سو برس تک ایسی خالص رہی ہو۔

دوسرا ماخذ۔ وہ روایتین ہین جو اکثر تو بنظر ضبط منتشرات
اور جمع اخبار واردہ فی الباب جمع کی گئین اور انسے اس ضابطہ
عقلیہ کی روسے جو اجسام ہاے محسوسہ کے وقائع گذشتہ
کے دریافت کے لیے ضرور ہے جناب رسول خدا صلعم کے
مجاری احوال اور طریق عمل اور کردار اور خلوت و جلوت کے
حالات بہت سے صحیح اور متصل سندون سے قدر مشترک معتدبہ
ثابت اور یقینی ہین۔ ہر چند کہ ان روایتون کے عموماً قلمبند ہونیکا
زمانہ تو عمر ثانی (سنہ ۱۰۰ھ) کا عہد خلافت ہے× مگر اسکا انکار
نہین ہوسکتا کہ کتابت احادیث اور تحریر سیرت رسولؐ کا دستور
اس سے بھی اقدم ہے بلکہ رسول خدا کے زمانے مین بھی متعدد شیون
کی تحریر کا رواج فی الجملہ پایا جاتا ہے مگر یہ بات قطعی نہین ہے کیونکہ آپ
وہ تحریرین جو جناب رسول خدا کے زمانہ مین یا متصل اسی زمانہ کے
لکھی گئین موجود نہین ہین الا یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ روایتین

× میور صاحب کی تاریخ محمدی جلد اول کا مقدمہ ۱۲

بظن غالب کسی اصلی تحریر سے منقول اور مروی ہوئے ہین اور
لفظ حدثنا اور اخبرنا جو محدثین اور رواۃ مین بیان سماع اور
اخبار کے اصطلاحی لکھے ہین وہ کچھ زبانی ہی خبر کے واسطے نہین ہین
بلکہ کتاب اور تحریری نقل کو اسی لفظ سے روایت کرنیکا دستور
جیسا متاخرین مین ہوا متقدمین بھی غالبًا ہوگا (دیکھو تاریخ محمدی
مولفہ انریبل ومیور ح اس بلویب حاشیہ) علاوہ ازین زمان
نبوت مین ایک اور قسم کی کتابتون اور تحریرون کی اطلاع بھی
پائی جاتی ہی اور وہ یا بجنسہ یا بذریعہ نقل یا نقل النقل عرصہ بعید تک
محفوظ رہین اور یہ بھی خاص اسوجہ سے کہ زمانہ نبوت کی تحریرین ہین
تاریخی واقعات کے لیے کارآمد اور مفید ہین یعنی وہ مکاتبہ اور صلحنامہ
اور معاہدہ جو ہجرت کے بعد جناب رسول خدا کے حضور لکھے گئے
اور یہودیون مسیحیون اور عبدۃ الاوثان اور مسلمانون مین
عہد و پیمان ہوئے چنانچہ سیرت واقدی مین ایسے کی اک تحریرین
منقول ہین اور انکو وہ مورخ (دوسری صدی کے اخیر یا تیسری کے اوائل مین)
اصل نوشتون سے نقل کرتا یا چشم دید گواہون کے بیان سے انکا

زمانِ رسالت کی
تحریرین*

مضمون لکھا بیان کرتا ہی - اور ڈاکٹر اسپرنگر کہتا ہی کہ (ص ۶۳)

ہارون الرشید (۷۰ - ۱۹۳ھ) کے زمانہ مین وہ نوشتے قائم تھے

اور جمع کیے گئے " اور اسوجہ سے کہ وہ اکثر چمڑے پر لکھے جاتے تھے

اور نیز اسوجہ سے کہ اہل معاہدہ نے انکو اپنے حق مین مفید سمجھ کے بڑی

احتیاط سے محفوظ رکھا ہوگا اور اہل اسلام نے بھی انکو جاری رکھا

قابل یقین معلوم ہوتے ہین - انریبل ولیم میور صاحب جلد اول کے

مقدمہ مین لکھتے ہین کہ " انکے علاوہ اور بھی صلحنامے اور خطوط

بتعداد کثیر مین جو رؤسا و قبائل عرب کے نام لکھے گئے اور اگرچہ

تاریخی کتابون مین صاف صاف مندرج ہین اور بظن غالب اکثر

یہ تحریرین اصل کی نقل یا نقل النقل تھین اور وہ گو کہ شاید اصل سے

کئی درجہ منتقل ہوآئین ہنوز صحیح الاصل معلوم ہوتی ہین - انمین

جعل بھی ہوا ہو مگر تعجب یہ ہی کہ انکی قدر کے لحاظ سے ایسی جعلی تحریرین

بہت زیادہ نہین ہین انکی تعداد محدود کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی

کہ اسلام کے زمانہ قدیم مین ایسی ماثر تحریری کو جعلی بنا کر کامیابی کا

موقع مشکل سے ملتا تھا "

۸ — مشاہیر محدثین اور جامعین روایات کی صدق نیّت اور امانت اور دیانت اور رفع شبہ اختلاق اور وضع کے لیے اک مسیحی محقق کی کیفیت اور نتیجہ تحقیق اسکی مشہور کتاب سے کہ اسکا موضوع بھی سیرت رسول صلعم خدا علیہ التحیۃ والثنا ہی ذیل مین لکھتا ہون جس سے عماد الدین کے شبہات واہیہ جو جامعین حدیث اور راویون کی نسبت مین مردود اور باطل ہو جاتے ہین - عیسوی مذہب کی بڑی سرگرمی حمایت کرنیوالون مین سے سر ولیم میور (جنھون نے جناب رسول خدا صلعم کی سیرت مین ایک تاریخ لکھی جو اس فن کی اور تالیفات سے زیادہ مشہور و متداول و مرجع افاضل ہی) پہلی جلد کے مقدمہ مین لکھتے ہین کہ "اسمین شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہین کہ محدثین اپنے کام مین راست باز اور دیانت دار تھے - یہ بھی اچھی طرح قبول کیا جائے کہ جو روایتین اسوقت رائج تھین انھون نے نیک نیتی سے انھین تلاش کیا اور جن اسناد پر وہ قائم تھین انمین بڑی احتیاط سے تحقیق کی اور بڑی احتیاط کی صحت سے انھین قلمبند کیا × × × × × × × اونکے جمع کرنیوالونکے

حاشیہ: صدق نیت و امانت و دیانت محدثین و جامعین روایات

حاشیہ: محدثین راست باز و دیانت دار تھے

سبق ظن سنے تو بیشک کے روایت کے سلسلہ اسناد کے قبول یا رد
کرنے مین اثر کیا ہوگا مگر ایسے گمان کی کوئی وجہ نہین کہ انھون نے
خود روایتون مین کسی طرح دست اندازی کی ہو۔ مثلاً ایک شیعی المذہب
محدث ایسی روایت کو جو بنی امیہ کے سلسلہ سے عائشہ رض سے مروی ہے
ترک کر دیگا اور انہون کا ہوا خواہ ہر ایک سلسلہ روایت کو جسمین وہ
خاندان علی کا کوئی خفیہ دوست پاویگا ترک کر دیگا۔ لیکن بظن غالب
نہ یہ نہ وہ کسی روایت مین جسکے سلسلہ اسناد کو بلا تعرض یعنی تسلیم کریگا یہ
الحاق یا اضلاق کسی مضمون یا محمول کا ہو نہ کریگا۔ ان جامعین کی
دیانت داری انکی کتابون کے طرز تحریر اور مضمون سے ثابت ہوئی ہے
ایک کامل سلسلہ اسناد کا جسکے واسطے سے ہر ایک روایت کے ہر ایک
طبقہ مین اصحاب رسول مین سے کسی شخص تک سیاقت ہوتی ہے
ہمیشہ روایت کے قبل لگا رہتا ہے۔ اور جو نام اس سلسلہ کے
لااقل آخری گواہ بھی بیان کرتے ہین انکی صحت تسلیم کرنی ہمین ضرور
ہے۔ یہ نام محض بناوٹ کے نہ تھے بلکہ واقعی اشخاص کے نام تھے
اور بہت سے انہین سے ارباب شہرت تھے۔ مجموعہ روایات عموماً

مشتہر ہوتے تھے - اور ایسی اسناد مین اختلاف کرنے سے جانین
کے اعتبار مین نقصان آیا تھا + اور محدث عموماً دارالعلم حدیث کا
مرکز ہوتا تھا اور عامہ ناس اسکی اسناد پر تنقید کرتے تھے - پس جہانتک
اس قسم کی تنقید کو اعتبار ہو سکتا ہے اسیقدر اعتبار یہان بھی فوراً
تسلیم ہو سکتا ہے - پھر جس سادگی سے نہایت ہی متخالف روایتین
قبول کی گئین اور برابر لگائی گئین یہ باتین ان محدثون کی راستبازی
کی ضامن ہین - جو کچھ جمع ہو سکا وہ سب محتاط سادگی سے انبار
کیا گیا - ہر ایک روایت کو خواہ محض تکرار ہی ہو یا وہ ایک وزن
اگلی روایتون کے صریح خلاف ہو یعنی اسناد مخصوص بلا اعتراض لکھ لیا گیا
اور ان شدید غیر محتمل الوقوع امر اور محض افسانہ بلکہ صریح اختلافات کا
بھی کچھ اعتداد نہین کیا - پس اس سے اور کچھ نہین تو صدق نیت تو
لامحالہ ظاہر ہے - ایسا نہوتا تو روایات مختلفہ کے رفع کرنے یا تطبیق
دینے مین تکلیف گوارا کرتے اور اسقدر روایتین جنہین یا تو ادہر یا ادہر

+ بلکہ سلسلہ روایت مین سے کسی راوی کے نام کو ترک کرنا یا بدل دینا بھی مرادی کے
اعتبار کو کھو دیتا تھا اور اسکو تدلیس کہتے تھے - دیکھو ایشیاٹک جنرل ۱۸۵۶ء مین
اسپرنگر کے واقدی پر دوسری تعلیق " حاشیہ منہیہ

جمع کرنے والے کی رائے اور سبق ظن کو دخل ہوا تھا ہمکو معتبر نظر آئین اگر ہم انکی نیت تصور کرین تو ساتھ ہی یہ بھی تصور کرین کہ مخالف روایتون کو اونھون نے بلا تعصب قبول کر لیا ''

۹ — ہر چند کہ شہادت منقولہ بالا سے شہادت معترض کا اچھی طرح سے قلع و قمع ہوتا ہے مگر ہم اور طرح سے بھی اسی قمع کرتے ہین کہ (۱) ایسے شبہہ کا احتمال اخبار متکاثرہ و متواترہ و آثار متطافرہ متوافرہ مین جنکے یقینی اور واقعی ہونیکا علم تو ایک امر ضروری اور بدیہی ہے محتمل نہین ہو سکتا ایسی کثرت اور شہرت کے اخبار سے نظین غالب اصلی واقع کی صحت اور صلیت مین کچہ شک و شبہہ باقی نہین رہتا اور ظاہر ہے کہ حالات ماضیہ اور واقعات گذشتہ اور دور دراز کے شہرون اور لڑائیون اور ممالک بعیدہ کے بادشاہون اور اور نامور لوگون کے حالات معلوم کرنیکا طریقہ اسی سلسلہ تواتر اور شہرت اخبار پر موقوف ہے ۔ یعنی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر کسی ایسے واقع کی خبر دیوین جو انکے مشاہدے اور حاسہ سے متعلق ہو (امور ذہنی اور اعتقادی جو محسوسات سے خارج ہوں نہون) اور ان لوگون کا

رنگیہ بتیعہ [illegible]

ایسی کثرت و شہرت سے اس خبر کے جھوٹ بنا لینے پر اتفاق اور اجماع عقل کے اعتبار سے غیر ممکن ہو تو ایسی خبرین ضرور ہے کہ مطابق واقع ہون (۲) متواتر خبرون کے علاوہ اخبار احاد سے بھی (جو حسب شبہ معترض فرداً فرداً کیفیت واقع کی صحت اور اصلیت ثابت کرنے مین قطعی اور یقینی نہین) بہت مجموعی قدر مشترک متواتر نکلتا ہے گو اسکی افراد اور تفاصیل پر احاد ہونے کی وجہ سے احتمال شبہ جعل و اختلاق ہے۔ افضل الفضلا قسیس معظم راڈویل صاحب نے اس کلیہ کی تصریح اسطرح پر کی ہے (سورہ بقرہ ترجمہ قرآن م) "کہ اسلامی روایتین اپنی تفاصیل مین کیسی ہی واہیات ہون مگر یہ بات پائی جاتی ہے کہ جہان قدما اور جمہور کا تواطو پایا جاوے تو واقعات اور تاریخی حقیقتین بقدر مشترک پائی جاوین گی۔ مگر اسمین شک نہین کہ روایتون کی تفاصیل اکثر تو اس قصد پر مبنی ہوتی ہین کہ قرآن کے متعلق مقامات کی توضیح کے حاوی اور یہ متاخر زمانہ کے اختراع ہین" پس حقیقی واقعات اور درایت کے حالات مین تو متعدد اخبار احاد صحیحہ سے قدر مشترک قطعی ثابت ہوگا (۳) قدر مشترک متواتر سے

قطع نظر کرکے ہم کہتے ہین کہ سلسلہ اسناد کو وضع کر لینے اور جھوٹ
بنا لینے کا شبہ تعدد طرق سے بھی باطل ہوتا ہے یعنی مختلف اسناد
اور متفرق آخذ سے جدا جدا محدثون نے جو روایت ایک ہی الفاظ
سے یا معنی المعنی نقل کی - جسکے بیچ کے وسایط دوسری سند کے
اسناد سے بے نیاز اور غیر متعلق بلکہ جدا جدا مکان اور زمان کے
رہنے والے ہون - تو ہمین یہ شبہ نہوگا کہ راویون کے نام جھوٹ
بنا لیے گئے - انربیل سر ولیم میور کی تحقیق بھی انکو اسی نتیجہ پر لاتی ہے کہ
ایسی مستقل روایتین جنکا جدا جدا آخذ ہوا ہین (کلی یا جزئی اتفاق
یعنی جداگانہ روایتون مین جو من حیث الاسناد ایک دوسرے سے
غیر متعلق اور بے نیاز ہون) موافقت پائی جانے انکی صداقت
کی دلیل ہے گو وہ ایسی روایتون مین تقلیل کرتے ہون مگر
یہان پر قلت وکثرت اخبار پر بحث نہین ہے (۴) بالاخر ہم یہ
کہین گے کہ ایسا شبہ صرف اک خبر واحد پر ہو سکتا ہے اور یہ خبر
واحد ضابطہ فن درایت مین قطعی الصدور نہین ہوتے اور جس واقع
کی خبر ہی اسپر یقین نہین دلاتے پس معترض کا یہ زور شور باطل اور لاطائل ہے

(۴) خبر واحد یقینی الصحت نہین ہے

۱۰- ٭ والدین سے ۱۷ - ۲۵ تک احادیث کے مضمون کو جو معجزات کی نسبت ہے بڑا اعتبار ٹھہرتا ہے مگر حسب قاعدہ استماع اخبار اور ضابطۂ ثبوت سمعیات سے معجزات کا ثبوت ہو سکتا ہے اس سے بحث نہین کی کیونکہ عقلا جو قاعدہ ثبوت سمعیات کا مقرر ہے کہ ہمعصر اشخاص اور چشم دید گواہ جنھون نے واقعات کو خود مشاہدہ کیا اور اپنی آنکھون سے دیکھا جنکی تعداد بھی کثیر ہو اور انکے اخلاق و عادات اور قوای عقلیہ کی کیفیت بھی مشہور اور معلوم ہو اپنے زمانہ مین بہت سے لوگون سے اپنا مشاہدہ اور ادراک بیان کیا اور انھون نے اور ون سے ادیہ سب وسایط و روایات اپنی ترافقت مین بھی ویسی ہی ہون اور ہر طبقہ مین کثرت اور شہرت سے روایت کرتے آتے ہون حتی کہ مشاہیر محدثین کی سنانید و مجامیع مین قلمبند ہونے تک ایسے ایسے متعدد سلسلے بہ سناد متصل ایسے راویون کے ذریعہ سے جنکے مجاری احوال سے انکا شائستہ و مہذب نیک وضع و صادق القول اور صحیح العقل ہونا بھی متحقق ہو بکثرت مروی ہوئے ہون تو ایسی خبرون پر اعتبار اور یقین قریب قریب ہو جاتا ہے -

معجزات کے ... بہ ...
... عدد ... جیسے ...

چنانچہ منجملہ معجزات محمدیہ غایت درجہ شہرت اور تواتر کے وہ ہوئے
جو شاہدین ماجرا کے دست و قلم اور معاصر لوگون کے ہاتھہ سے نکلکے
اور وہ نوشتے اسی زمانہ سے اکناف عالم و آفاق مین مشہور و منتشر
ہوتے گئے یعنی جن معجزات کا ذکر اور حوالہ اور اجمالی بیان قرآن شریف
و مصحف عظیم مین ہے ❊ اور پھر وہ ہین جو مدرکین اور شاہدین
ماجرا کی روایت سے بقدر مشترک متواتر خاص خاص معجزون مین
تواتر کے قریب ہین اور پھر وہ اخبار ہین جو اپنی تفاصیل مین احادیث احاد مین
مگر انکے مجموعہ پر نظر کرنے سے ظہور معجزات کی اجمالی تصدیق صاحب معجزات کی

(۱) واذا راوا آیۃ یستسخرون وقالوا ان ہذا الا سحر مبین (صافات)
(۲) وما تاتیہم من آیۃ من آیات ربہم الا کانوا عنہا معرضین (یس)
(۳) وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (قمر)
(۴) فلما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین (صف)
(۵) قد بینا الآیات لقوم یوقنون (بقر)
(۶) ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا الا الفاسقون (بقر)
(۷) کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات (آل عمران)
(۸) واذا جاءتہم آیۃ قالوا لن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ (انعام)
(۹) قال الکافرون ان ہذا لساحر مبین (یونس)
(۱۰) قال الکافرون ہذا ساحر کذاب (ص)
(۱۱) ہو الذی ینزل علی عبدہ آیات بینات (حدید)
(۱۲) فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینات (بقر)
(۱۳) ولما جاءہم الحق قالوا ہذا سحر (زخرف)

ان آیات مین وہی الفاظ اور قرینہ از قسم نزول آیات و بینات ہین جو ان آٹھون مین ہین جیسے عیسائیون
نے نفی معجزات کی دلیل نکالی ہے پس جیسا ان لفظون سے دلالت اور سیاق کلام سے ان مقامات
مین معجزات جیسے اور خوارق عادات مراد لیے جاتے ہین ویسی ہی ان آٹھون مین بھی ضرور مراد لینا متعین ہے اور
اگر ان دلالت اور ظاہری معنی مین جیسا کی گفتگو کرین تو ویسی ہی توجیہ ان الفاظ دلالی مین بھی ہوسکتی جہان سے
ایک خاص نفی معجزات سمجھی جاتی ہین کیونکہ طرز کلام اور الفاظ اور انکا سیاق اور قرینہ تو سب جگہ ایک ہی طرز پر ہے

ہمعصر تحریر مین مندرج ہے بقدر مشترک قریب بہ یقین ثابت ہوتا ہی*
پس معترض کے ۳ و ۴ و ۵ دلیل کے شبہات صرف ایسی خبرون پر
عاید ہوسکین گے جنکو کسی اکے دوکے شخص نے بیان کیا ہو اور اسناد
کے سلسلہ مین نقص ہو مگر ہمعصر مشاہدین کے اس جم غفیر اور بلا واسطہ
ادراک کرنے والون کی جمع کثیر اور طبقات اور جماعت خلق کی
روایت سے جو طبقاً عن طبق ہر ایک زمانہ اور ہر ایک نسل اور پشت مین
بکثرت اور بشہرت بیان ہوتے آئے ایسے شبہہ نہین ہوسکتے -
معترض کہ فرزانہ بحث اور عاقلانہ گفتگو اور باقاعدہ اعتراض کرنیکا موقع
تھا تو یہ تھا کہ جتنے معجزات مشہور ہین انمین سے ایسے کتنے مین جو قاعدہ
سمعیات اور ضابطہ تصحیح اخبار سے یقینی ہین اور کتنے ایسے ہین جو اگلے
طبقون اور نسلون مین معلوم اور مشہور تھے اور کسقدر ایسے ہین جو قرون
سابقہ اور طبقہ اولی مین نامعلوم اور غیر معروف تھے اور بعد کے زمانون مین
مشہور ہوگئے ایسی تقریر اسکی البتہ ارباب علم اور اصحاب عقل کی توجہ کرنیکے
لائق ہوتے نہ کہ اسکے ۱ و ۲ و ۶ دلیل جو واقعات تاریخی اور اخبار

*- دیکھو کتاب استقرار

سمعیات اور فن وریت سے علاقہ نہین رکھتی وہ تو اعتقادی باتین ہین
کہ جنکا تاریخ مین لکھنا بھی حماقت ہے اور ہر ایک صاحب اعتقاد اپنے
معتقدات کے خلاف پر شبہ ایسا ہی کر سکتا ہے —

۱۱— جب ہم اس بات پر نظر کرتے ہین کہ مسیح کے حالات و
سرگذشت کی کوئی انکی ہمعصر تحریر موجود ہے یا نہین تو معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح نے اپنے کلمات و مواعظ و نیز حالات نہ تو خود لکھے اور نہ اپنے
زمانہ قیام مین لکھوائے اور نہ حواریون نے عہد مسیح مین اپنے مشاہدات
اور مدرکات قلمبند کیے — ایک مغالطہ شدید نے کہ مسیح اسیوقت آسمانی
بادشاہت قائم کرینگے متقدمین مسیحیون اور حواریون کو ضبط اور تحریر
حالات مسیحیہ کیطرف متوجہ نہین ہونے دیا — مسیح نے جو آسمانی بادشاہت
کے قریب آنے × اور اپنے دوسرے مرتبہ کے نزول اجلال کا وعدہ
ایسا قریب دیا تھا کہ اس نسلت یا طبقہ کے لوگ منقرض نہونگے جبتک
ابن آدم کو بادلون مین آتے ہوئے نہ دیکھ لین (*) اور بارہ شاگردون
سے وعدہ تھا کہ تم اسرائیل کی بارہ قومون پر حکومت کروگے *)
اس آسمانی بادشاہت کی ایسی سرگرمی سے انتظار تھے کہ بعض انہین

جو زیادہ بیتاب تھے مسیح سے جاتے وقت پوچھتے تھے کہ کیا تو ابھی سلطنت
قائم کریگا (اعمال ۱/۶) اور حواریون کے زمانے مین جمہور مسیحیون کا بھی
یہی خیال باطل اور گمان بیہودہ تھا اور سب قدما مسیحی اور ابتداے
کلیسیا اسی امید اور تمنا مین تھے روتہ الکبری کی مشہور مورخ
اڈورڈ گبن نے باب اشاعت دین عیسوی مین لکھا ہے
(ب ۱۵) یہ جمہور کا اعتقاد تھا کہ دنیا کا ختم ہونا اور آسمان کی بادشاہت
قریب تھی۔ حواریون نے اس عجیبۃ الشان واقع کے نزدیک انکی
پیش خبری دی تھی اور بہت ہی قدیم شاگردون نے اسکی روایت
محفوظ رکھی تھی اور ان لوگون کو جو مسیح کے کلمات کو اپنے لغوی
معنون مین سمجھتے تھے اسی طبقے کے لوگون کے جنھون نے
اس زمین پر اسکی سکنت کی حالت دیکھی تھی کلیۃ منقرض ہو جانے سے
پہلے ابن آدم کے دوسری مرتبہ کے نزول اجلال کا انتظار کرنا تھا
تاکہ وہ لوگ یہودیون کی مصیبتون کی جو ویسپیسن اور ہدرین کے
تحت مین ہونے کو تھین شاید ہوئین۔ انتہی۔ ابھی یہ لوگ تو
اس آمد موہوم کا خیالی پلاؤ پکا رہے تھے کہ اسیطرح یہ ہوا کہ

[illegible]

یوحنا حواری نے بڑی ہی عمر پائی اور لوگ اسکو سمجھنے لگے ضرور مسیح کی آخری آمد کو یہ دیکھیگا + اور اسکی امتداد حیات اور زیادہ معمر ہونے سے اس اعتقاد کے ایجاد ہوئی کہ مسیح کے قول کی تصدیق کے لیے خدا نے اسکی بعید عمر بڑھادی ہی * بالجملہ جمہور مسیحی تو اسی امید و انتظار مین تھے اور آیندہ کے واسطے تصنیف کرنے پر توجہ نہین کرتے تھے کتابت کی بھی قدر کم کرتے تھے او مسیح کی باتون کو جو انکی منتہاے آرزو تھا اور جسکو یادولون مین پھر آتے دیکھنے کی بڑی انتظار تھی صرف اپنے دل مین محفوظ رکھتے تھے اور زبانی روایتونکو کتابت پر بہت ترجیح دیتے تھے جب زمانہ ممتد گزر گیا اور لوگون کو اپنی امانی و آمال سے یاس ہوئی اور زبانی روایتون مین بھی ضعف آگیا اسوقت لوگون نے تحریری تذکرون پر توجہ شروع کی۔ اس عرصہ تک بہت سی جھوٹی تحریرین انجیلون اور حواریون کی خطون کے نام سے جمع ہوکر ایک انبار ہوگئین تھین پس جمہور کی مصروفیت تو اس خواب و خیال مین تھی اسیلیے مسیح کے کلمات اور حالات کے حفظ اور ضبط کرنے پر توجہ تام اور اہتمام نہین ہوا اور زبانی روایتون کی تنقیح اور تنقید اور انکے تخریج اور تا تدبر نظر اور قصے کہانیون اور واقعات تاریخی

مین تمیز نہین کی گئی چنانچہ ابتدا اہل شوق نے عرامی زبان مین مسیح کے مواعظ علیحدہ علیحدہ مثلاً سینے تمثیلون کو سینے اور کلمات کو اپنی یاد اور سماعت کے موافق قلمبند کیا تو وہ رسالے مانگی جاتی اور عاریت کے طور پر بعض مومنین مین متداول رہتی اور یہ لوگ انمین قصص روایات کے درج کرنے مین کچھ باک نہ کرتے تھے اور جداگانہ تصنیفون کی ایک دوسری سے تکمیل کرتے تھے مگر مسیح کی انجیل کا کوئی مستقل متن یا ایک مسلم کتاب جو عامہ مومنین اور جماعہ مسیحین کی ہدایت اور ارشاد اور دین کے خادمون اور عالمون کا مرجع اور مستمسک ہو نہ تھی۔ سلطنت فرانس کے انسٹیٹوٹ کے رکن رکین فاضل ارنسط رینان تذکرۂ عیسیٰ کے مقدمہ مین لکھتے ہین کہ (مطبوعہ ۱۸۶۵ء) وہ بہرحال یہ یقینی ہی کہ ابتدا ہی مین عیسیٰ کے کلمات عرامی زبان مین لکھے گئے تھے اور شروع ہی مین انکے افعال بھی قلمبند ہوئے تھے۔ یہ ایسی تحریرین نہ تھین کہ تشخیص کر کے یقیناً لکھی گئی ہون۔ علاوہ ان انجیلون کے جو ہمتک آئی ہین اور بھی کئی ایک تھین جنمین مشاہدین کی روایتین تھین۔ ایسی تحریرون کی قدر کم ہوتی تھی اور حفاظ مثلاً سیپاس زبانی روایتون کو بڑی ترجیح

مسیح کا کوئی متن ... (marginal note, partly illegible)

ارنسٹ رینان نے لکھا (marginal note)

دینے سے + چونکہ ہنوز لوگون کو یہ اعتقاد تھا کہ دنیا عنقریب ختم ہوگی یا
تو آیندہ کی کتابین تصنیف کرنے کی پرواہ کم کرتے تھے صرف اپنے دلون یا
اسکی زندہ تمثال کھینا (جسکو جلدی ہی بادلون مین آتے دیکھنے کی امید تھی)
کافی جانتے تھے - اسی سبب سے انجیل کی کتابون کا ایک سو پچاس برس تک
کم اعتبار ہوا - اور انمین اور باتین درج کرنی اور کئی طور پر تطبیق دینی اور
بعض کو بعض سے تکمیل کرنے مین کچھ باک نہ کرتے تھے - جس بیچارے کے
پاس ایک ہی کتاب ہے وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ اسکے دل کو عزیز ہے وہ اسمین سب
ہووے - یہ چھوٹے چھوٹے رسالے مستعار جاتے تھے تو ہر ایک شخص نے
اپنے نسخے کے حاشیہ پر جو الفاظ اور تمثیلین اور کہین پاتا ہے اور اسکے
دلکو لگنے مین نقل کر لیتا ہے ‡ کوئی مستقل اعتبار کی کتاب نہ تھی -
یوسطینوس جو اکثر اس کتاب پر حوالہ کرتا ہے جسے وہ حواریون کے
تذکرے کہتا ہے اسکی اطلاع مین انجیل کی تحریرین ایسی تھین جو ان
ہمارے پاس کی انجیلون کے بہ نسبت اور ہی طرح پر تھین - اور وہ
انکا کبھی متن مستند کے طور پر حوالہ نہیں دیتا - اور کلیمنت کی موضوعی
تحریرون مین جو فرقہ ابیونیہ کی اصل مین انجیلون کے حوالون کی ہی

صورت ہے مضمون سب کچھ تھا مگر عبارت کچھ نہ تھی ــ
دوسری صدی کی نصف ثانی مین جبکہ روایتین ضعیف ہوگئین
تو وہ کتابین جنپر حواریون کا نام تھا قطعی الحکم ہوگئین اور شرع کے
حکم مین ہوگئین ،، فقط

قدح تفصیلی انجیلون سے

ہر چند کہ یہ قدح اجمالی اناجیل اربعہ کی قطعی الصدور اور صحیح السند
ہونے کے ثبوت مین کافی ہوگا مگر ہم انپر فرادے فرادے نظر کرینگے ــ

قدح لوک

لوک کی نسبت ظاہر اور مسلم ہے کہ اسنے جو واقعات لکھے ہین
وہ اپنے مشاہدہ اور ادراک سے نہین لکھے کیونکہ یہ حواریون مین شامل
اور مسیح کی مصاحبت اور ملازمت مین داخل نتھا ــ اور دیباچہ انجیل سے
ظاہر ہے کہ اسکی کتاب اور رسالون سے مستفاد ہے ــ پس اسکے اخبار کے
قطعی الصدور اور صحیح النسبت ہونے پر تو کسیطرح یقین نہین ہوسکتا اور
چونکہ بعد محاصرہ یروشلیم لکھے گئے اور اسمین اپنے ماخذ کا ذکر اور وسایط
کی کیفیت نہین لکھی اور وہ خود حواریون کے طبقہ ثانی کا آدمی تھا ــ
اسلیے اسکے اخبار و قصص پر ایسا وثوق نہین ہوسکتا جیسا کہ مسلمات کے
ثبوت کے لیے سلسلہ اسناد اور ماخذ کی وثاقت کی صحت عقلاً درکار ہے

علاوہ ازین چونکہ اسکے پیش نظر اور رسالے اور روایتین تھین
تو انکی جمع و تلفیق اور تہذیب و ترتیب مین اسنے اپنی راے اور ظن کو
بھی دخل دیا اور تصرف کیا۔ اور جہان مسیح کے الوہیت کے خیال سے
کسی فقرے مین دقت پائی گئی تو اسے بھی سلجھایا ہے ([illegible] متی کے [illegible]
کو چھوڑ دیا ہے) بعض عجائبات مین مبالغہ کیا ہے ([illegible])
اور تاریخون غلطی ہے (مثلا قرینیوس لیسانیاس نہوداس کی نسبت)
اور کہین تو دو تمثیلون یا واقعون کو ملا کے ایک کر دیا ہے ([illegible]) اور
کہین ایک کے دو کر دے ([illegible] و [illegible])

یوحنا کی انجیل کے آخر کا باب اسپر دلالت کرتا ہے (اگر وہ الحاقی
نہ پایا جاوے) کہ وہ کتاب یوحنا کی تصنیف سے نہین ہے۔ دوسری
صدی کی نصف اول مین ہیرپوپولیس کا اسقف پی پیاس گزرا ہے
وہ بقول اریتیوس (سنہ ۱۴۰ ع) منجملہ سامعین یوحنا ہے اور اگر ایسا نہین
تو اسنے منجملہ شاگردان یوحنا مثلاً ارسطیون اور پرسبیطرس جوانس
سے مصاحبت اور مخالطت کی ہے اور اس بشپ نے باوجودیکہ ان دونون
شاگردان یوحنا کی روایتون کو بڑے اہتمام سے جمع کیا اور بانیمیہ کہ

حالات مسیح کے اخبار کے جمع کرنے مین بھی بہت سرگرم تھا۔ لیکن یہ
تذکرہ مسیح کی نسبت جو یوحنا حواری نے لکھا ہو ایک لفظ بھی نہین لکھا
اگر انکی کتاب مین ایسا کوئی ذکر پایا جاتا تو یوسی بس مورخ (سنہ ء)
جو ایسے امور کی تائید مین ہر ایک بات تلاش کر کے لکھتا ہی اسکو
ضرور لکھتا۔ (دیکھو ریان کا تذکرہ عیسی صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ ۱۸۶۵ء لندن)

پولیکارپ بھی یوحنا کا شاگرد تھا (اور ان لوگون کو یوحنا
کی تصنیف ضرور معلوم ہوگی مثلاً یوحنا کا پہلا خط یہی پولیکارپ اور
پی پاس اُسے یوحنا کی طرف منسوب کرتے ہین مگر) اسکے کلام مین بھی
یوحنا کی انجیل یوحنا سے منسوب نہین۔ یہ کہا گیا ہی کہ ارینیوس کے کلام مین
اسی انجیل کی نسبت یوحنا کی طرف ہی۔ مگر ارنیوس تو پولیکارپ کا
شاگرد تھا اور پولیکارپ کے کلام مین کہین اسکی اسناد نہین ہے تو
ارنیوس کی سند ناتمام رہی اور سلسلہ مین اتصال نہ پایا گیا۔ اور یہ جو
اس کتاب کی تائید مین کہا جاتا ہی کہ یوسطینوس۔ ایتھا غوروس
طیطیان۔ تیا فیلوس نے اپنی مباحثون مین اس کتاب سے استناد
اور احتجاج کیا۔ مگر یہ بھی ایک ناتمام سند ہی کیونکہ کسی کتاب کی صحت

نسبت ثابت ہونا اور چیز ہے اور ایک زمانہ مخصوص مین اسکا وجود
پایا جانا اور چیز ہے - اگر ان قدما مسیحیون کے زمانہ سے اور بھی بیشتر
اسکے وجود کا پتا لگے تو بھی صحت نسبت ثابت کرنیکو کافی نہین -

متی اور مرقس کی انجیلین اپنی اپنی فقدان اسناد مین
انھین دو انجیلون کی متساوی الاقدام ہین بل مع شئے زاید - انکی
تصنیف کا زمانہ بھی گو محض قیاساً پہلی صدی کے اوائل نصف ثانی
اور غالباً ۳ و ۴ - انجیل سے پیشتر اور اقدم قرار پایا ہے - مگر ان
دونون کی صحت نسبت کی متعدد اور متواتر صحیح اور متصل سندین
پہلی اور دوسری اور تیسری نصف صدی تک مثلاً تقریباً
دو سو برس کے زمانہ کی اسوقت کے حواریون اور دینی بزرگون
اور اسقفون اور عموماً عالمون اور حواریون کے شاگرد اور شاگردونکے
شاگرد کی سلسلہ اسناد سے برابر گواہین اور خبرین کہ یہ دونون
متی اور مرقس نے لکھین اور انسے فلان فلان کے ذریعہ اور
واسطے سے ان اگلے قرنون اور زمانون مین مسند اول ہوتی
آئین کہین نہین پائی جاتین - بلکہ ایک سلسلہ اسناد بھی گو متصلاً

انجیل متی و مرقس
نہین

انجیلون کی سی
سندین بھی

نہین ملتا۔ چہ جائکہ متعدد اور بکثرت ہون مثلاً اسی دو سو برس کے
زمانے مین یعنی تقریبا سنہ ۵۰ء سے سنہ ۲۵۰ء تک لوقا اور یوحنا
(باعتبار تاخر زمان تصنیف) برنباس۔ کلیمنٹ۔ اور دوسرا
کلیمنس۔ اگناشس۔ پولی کارپ۔ پی پایس۔ اریسطون
پرسبٹرس جو اناس۔ جسٹینوس۔ اتھاناغورس۔
تھیافیلوس۔ ارینیوس۔ اُریجنس۔ کیبرنا تونس۔
انکے سلسلہ اسناد استشہاد سے ان کتابون کی صحت نسبت کی
سند نہین ہے تو بعد کے زمانے مین انکی (یعنی اناجیل اربعہ کی)
شہرت اور قبول اس اگلے فقدان اسناد اور غرابت کی نقصان کو
پورا نہین کرسکتی۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ اسناد کی دارو گیر مین یہ لوگ
دو ایک نہایت ضعیف مستمسک پیش کرتے ہین۔ مثلاً مذکورہ بالا
مشہور معلمون کی تحریرون مین مسیح کے مشہور اقوال مین سے چند جملے
مکارم اخلاق یا عام وعظ کے بیان کی نقل ہوئی ہین اور چونکہ وہ اقوال
عیسوی مندرجہ بعض اناجیل سے میل کھاتی اور اونکے موافق پائی جاتی ہین

نقل مین مشابہت سے اقوال مسیح کی کسی انجیل مین نسبت نہین

تو گمان کرتے ہین کہ ان نہایت قدیم معلمون کی تالیفات مین اکثر انجیلون سے نقل ہوئی ہونگی مَا هٰذَا اِلَّا الظَّنُّ وَمَا هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ مگر یہ تین وجہ سے غیر مفید ہے۔

اول تو یہ قول انکی تصنیفون سے اسطرح پر نقل نہین ہوئے کہ مثلاً متی کی انجیل مین یون لکھا ہے یا لوک کی انجیل مین ہے بلکہ عموماً مسیح کے طرف منسوب کرکے نقل کیا ہے۔ بس اس سے تو ان کتابون کا ان مصنفون کے پیش نظر رہنا بھی نہین نکلتا چہ جا کہ انکا منسوب الیہم سے تصنیف ہونا۔

دوم۔ چونکہ حواریون کی تعلیم زبانی ہوا کرتی تھی اور روایتین اسوقت مین بہت مشہور تھین اور جیسا کہ پی پیاس سقف (بابیہ ثانیہ) کے قول (مندرجہ تاریخ یوسی بیس باب) ظاہر ہے کہ زبانی روایتون کی ترجیح دیجاتی تھی۔ اور یہ مسیح کے بعض کلمات × اعمال حواریین اور مشائخ قدیم کی تحریرون مین ایسے منقول ہین جو ان چارون انجیلون مین نہین ہین اسیطرح سے وہ اقوال بھی کلیمنز یا اگناسنس وغیرہ تک زبانی روایت کے ذریعہ سے پہونچے نہ کہ کسی کتاب سے نقل ہوئے

× اعمال ۲۰ باب ۳۵

سوم - بعض تحریرین ان مشائخ اور معلمون کی بھی تو موضوعی ہین اور انکی ہمعصر تحریرین نہین ہین - پس اگر انمین صریح حوالہ بھی ہو تو بھی قدامت زمانہ کی جو بات اور سند تھی وہ جاتی رہی -

متی اور مرقس کی نسبت متقدمین مین سے ایک بزرگ کا قول اور بھی انکشاف بحث کے لیے نقل کرتا ہون یعنی ہیراپوس کا اسقف پی پیاس جو مسیح کے حالات کے روایات جمع کرنیکا بڑا اشائق تھا اس امر کو بیان کرکے کہ ایسے امور مین مین زبانی روایتون کو کتابون پر ترجیح دیتا ہون مسیح کے اعمال و اقوال کے دو رسالے ذکر کرتا ہے پہلے تو پطرس کے ترجمان مرقس کی مختصر تحریر جو ناتمام اور بلا رعایت ترتیب زبانی قصص اور حکایات پر متضمن پطرس کی اطلاع اور یاد سے لکھی گئی اور دوسرا ملفوظات کا مجموعہ جسکو متی نے عبرانی مین لکھا جسکا ہر ایک نے جتنا ہو سکا ترجمہ کیا" فقط

ظاہر ہے کہ ہمین دونون انجیلین متی اور مرقس کی مراد ہین اب یہ بات کہ دونون کتاب مین جو اب مشہور ہین مطلقاً وہی ہے اور بالکل ویسی ہی ہین جیسے پی پیاس نے دیکھی تھین -؟

انجیلین ہین جو ہمعصر بیان ... پی پیاس نے

فاضل ارسطہ ریٹان - کہتا ہے کہ یہ بات ثابت نہین ہوسکتی
دو وجہ سے - اول تو یہ کہ متی کی تحریر پیپیاس کے قول مین صرف
عبری کے ملفوظات ہین جسکے بہت سے مختلف ترجمے بھی تھے -
اور دوم یہ کہ متی اور مرقس کی تحریرین جیسکے اثر لیب بہت جدا جدا تھین کہ ایکنے
دوسرے کی اطلاع سے نہین لکھین اور یہ بھی کہ مختلف زبانون مین
اب حال کی کتابین متی اور مرقس کی انجیل مین ایسے طول اور بالکل
ایک ہی سے متوازی اجزا پائے جاتے ہین کہ ضرور یہ تصور ہوتا ہے
کہ یا تو پہلی انجیل کے مؤلف متمم کے پیش نظر دوسری انجیل تھی اور یا بالعکس
اور یا دونون نے اور ہی ایک منقول عنہ نسخہ سے نقل کیا - اور یہی امر
نہایت ہی محتمل ہے کہ اب یہ نہ تو متی کی اصلی تمام تالیف ہی نہ مرقس کی
بلکہ ہماری دونون پہلی انجیلین ایسے ترجمے ہین کہ جنہین ایک کتاب کی
دوسری کتاب سے رخنہ بندی کرنیکا قصد کیا گیا ہی - حقیقت مین ہر شخص
چاہتا تھا کہ میرا ہی نسخہ کامل رہے - پس جسکے نسخے مین صرف ملفوظات
تھے اسنے خواہش کی کہ حکایات بھی ہون وہکذا بالعکس - اور یہی وجہ ہی
کہ متی کی انجیل مین مرقس کی تقریباً جملہ حکایتین پائی جاتی ہین اور

مرقس کی انجیل مین بہت سی باتین ہین جو متی کے لوجیا (ملفوظات صحیح)
مستخرج ہین - علاوہ ازین ہر ایک نے انجیلی روایتون سے خود اپنی
رائیں تھین استخراج کیا - یہ روایتین ایسی نہ تھین کہ انجیلون ہی مین صرف
ہو جاتین اور اعمال حوارین اور نہایت قدیم مشائخ مسیح کے بہت سے
الفاظ اقتباس کرتے ہین جو صحیح معلوم ہوتے ہین اور ہماری انجیلون مین
نہین پائے جاتے" انتہی

ان حالات سے ظاہر ہے کہ تاریخی واقعات اور ثبوت سمعیات
مین ان کتابون کی روایتین قطعی الصدور نہین کیونکہ بحذف اسناد و
سقوط روات و بلا ذکر آخذ و بتغییر ضبط قاعدہ استخراج جمع و تالیف
کی گئین ہین -

۱۲- عماد الدین نے اس کتاب مین کہین اس امر پر بحث
نہین کی کہ آنحضرتؐ کی سیرت عام اور جاری احوال پر نظر کرنے سے
اور زمان نبوتؐ کے قبل اور بعد بعثت کے تقلب احوال و صفات
اور عادات پر غور کرنے سے آنحضرتؐ کے طریق عمل اور کردار عام
سے کیا بات پائی جاتی ہے اور انکو ایسے بہت بڑے جھوٹ اور

فائدہ - یسوع کے اقوال بھی ہین جو ان انجیلون مین نہین ہین

انجیلون کی روایتین قطعی الصدور نہین

عماد الدین کی [illegible]

ایسی سخت تزویر سے (جیساکہ مخالفین سمجھتے ہین) کیا غرض تھی
کیونکہ جس شخص کی زندگی کے حالات لکھے جاتے ہین تو تاریخ نویس
اور کردارگزار کو ضروری ہی کہ ایسے ایسے معظم امورمین جو ایسے
شخص کی نیت دلی اور کردار ظاہری اور شب و روز کے احوال اور
تمام عمر کے کردار سے پایا جاتا ہو اوسمین فکر او تفتیش کرے - یہ بحث تو
بڑی عظمت اور ضرورت کی اسوجہ سے تھی کہ جو کوئی ذوی عقل اور صاحب
بصیرت آنحضرتؐ کے معاملات مین نظر کرے وہ انکو دیوانہ وسفیہ تو
نہ سمجھے گا تو پھر انکو اس تمام جھوٹ کے کارخانے اور فریب کے سلسلے
اور دغابازی کے نظام سے کیا مقصود اور مطلوب تھا - عمادالدین نے
ایسے بڑے عمدے اور عالیقدر بحث سے کنارہ کرکے عامیانہ مسخرگی
اور معاندانہ اعتراضات اور بے سروپا تقریرین جو اسکے عجز او کمال
ضعف پر دلالت کرتے مین لکھے ہین - لہذا ہم ان باتون پر بالاختصار
نظر کیا چاہتے ہین -

۱۳ - اس امر کی بحث کہ یا تو محمدؐ اپنی قوم اور قبیلے مین
اپنی راست بازی اور امانت مین مشہور اور مقبول تھے اور یا ایسا دغا

ایک جھوٹ بولے اور مکاری اختیار کی انکی عزت اور آبرو مال و دولت خاک مین ملگئی اور وہ اسی تزویر اور جھوٹ پر اصرار کرتے رہے ہمین انھین کیا حاصل تھا جس سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ وہ داعیۂ الہی کے بیان اور دعوی نبوت مین سچے تھے - حسب ذیل لکھے جاتے ہین اور ہمین اپنے عندیہ اور عقیدہ کے سبق ظن اور عصبیت سے قطع نظر کرکے صریحی واقعات اور درایات سے بحث ہے -

اظہار نبوت کے وقت تک آنحضرت صلعم کی عمر چالیس برس کی تھی اور اس عرصہ مین آنحضرت صلعم اپنی ذاتی شرافت اور امارت مین ممتاز و معزز اور عقل و دیانت اور صدق و امانت مین سے اپنی قوم مین معزز اور مقدمات اور مہمات مین مرجع انام تھے جب انکو اسطرح پر زندگی کرتے ہوئے ایک زمانہ کثیر اور مدت مدید گزرگئی اوسوقت اونھون نے اپنے آپکو مورد وحی الہی اور رسول خدا بیان کیا اور اپنے زمانے کے تمام اجداد واوساط واکابر و اصاغر کے دین کو محض ضلالت وبطالت وحماقت وسفاہت بتلایا اور جمیع قوم سے مخالفت ظاہر کی اور اس حرکت سے انکی ساری امارت اور دولت اور جاہ

انکے سچے ہونے کی دلیل ہے

وثروت برباد ہوگئی سب لوگون نے اسی راہ و رسم ترک کی اور
تمامی اہل شہر و بادیہ انکے دشمن ہوگئے اور سیکڑون طرح کی اذیتین
اور تکلیفین انپر پڑین اور برسون اسی ذلت و مصیبت مین گذری مگر
آنحضرت نے یہ سب متاعب و مصائب برداشت کی اور اسی ہدایۂ الہی
اور امر حق پر قائم اور دائم رہے اور اسی نہج اول پر آخر عمر تک مستحکم
اور مضبوط رہے اور انکے عزم و اصرار مین کچہ فتور و قصور اور تغیر و
تبدل نہ پایا گیا اور جب کہ اس ضابطۂ فطرت اور قاعدہ قدرت کے
مطابق کہ جسمین ہر ایک شخص کو اپنے دفع ضرر اور رفع ایذا کا حق اور
اختیار ہے انکو اپنے دشمنون پر غلبہ حاصل ہوا تب بہی وہ اسی منوال پر
باقی اور قائم رہے اور نفسانی آرزوؤن اور دنیاوی خواہشون نے
انہین اثر نہ کیا اور وہ اس نہج قویم اور صراط مستقیم سے منحرف نہین ہوئے
تو ہم صریحاً بداہت عقل سے دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم بے شک اپنے دعوی
مین سچے تھے ورنہ اگر یہ سب کچھ تزویر ہوتی اور وحی و تنزیل محض افترا
اور بہتان ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ یہ جھوٹ کا کارخانہ اور فریب کا سلسلہ ایسی
مصیبتون اور نقصانون اور خوف و تلف جان کے موقعون مین ایسی

مدت دراز تک چل سکتا - جب انکی وہ عظمت اور ثروت جو پہلے
تھی اس مکاری اور تزویر سے جاتی رہی اور انھین جان کے لالے
پڑ گئے اور بے خانمان ہو کر شہر چھوڑ دینا پڑا اور اسی دعوی کی بدولت
کثیر المال تاجر سے ایک مفتقر مہاجر ہو گئے تو ضرور اس جھوٹی بات اور
مزوری کے دعوی سے باز آتے اور اس عزم پر مستمر نہ رہتے کیونکہ
نقصانات تو ایسے صریح اور ظاہر تھے کہ جنکا روز بروز تجربہ ہوتا جاتا تھا
پھر انھین اور کس بات کی امید تھی - دنیاوی عظمت اور جاہ و ثروت
اپنی قوم مین جو پہلے سے تھی (اور اس مکاری سے بھی یہی ملتا) وہ تو
اس بات کے بدولت کھو بیٹھے اب اور کیا ملنا تھا - یہ باتین تو تبھی
برقرار بلکہ روز افزون اور متزاید رہتین جبکہ وہ اپنی قوم سے مخالفت
اور معاندت نہ کرتے اسی دین یعنی عبادت اصنام و پرستش اوثان
مین انکے جاہ و منصب کا مدار تھا جب اسیکے درپے بیخ کنی ہوئے
تو پھر انھین کس بات کے حصول کی توقع تھی - اور وہ بڑھاپے کا
زمانہ جسمین آیندہ کے حصول مطالب و منافع سے قطع امید ہو یا تو ہی
ہوتی اور جسمین سابق کے اندوہ و واندوختہ اور زمان پیشین کی عزت

وہ توقیر حاصل کی ہوئی پر قناعت کرنیکا زمانہ ہوتا ہی۔ پس ان باتون پر
نظر کرنے سے ہر ایک ذی بصیرت کو معلوم اور یقین ہو جائیگا کہ
آنحضرتؐ بے شک اپنے دعوی مین سچے تھے نبوت کا اظہار جھوٹ
نہ تھا جسمین اونھین کوئی دنیوی غرض اور مفاد نہ تھا۔ یہ تو ایسی
صریحی اور بدیہی باتین ہین کہ کسی ذی شعور اور صاحب تمیز کو اسمین
شک و شبہ کا مقام نہین اور آپکی صداقت ہر ایک کے دل مین
مستیقن ہو جاتی ہی خصوصاً جسنے حالات نبوی کو بغور دیکھا ہو
اور انکے مجاری احوال و طریق زندگی پر تامل اور انصاف سے نظر
کی ہو چنانچہ عیسائی مورخون نے بھی جنکو ایسے مشنریون کی طرح
امر حق سے بغض و عناد اور قساوت قلبی نہین گو انکار نبوت مین
راسخ قدم ہین آنحضرتؐ کی تاریخ نویسی مین امر حق کی غایت درجہ
وضوح و سفور سے حقیقت واقعہ سے صریحاً چشم پوشی اور عمیت
اختیار نہین کرسکتے الا عصبیت اور سبق ملی اور اپنی ملت کے پاس سے
صاف صاف نبوت الہیہ کا اقرار بھی نہین کرسکتے۔
چنانچہ واشنگٹن آرونگ اپنی انگریزی کتاب تاریخ محمدی مین

[illegible]

بسبب دنیوی دولتین آنکی زندگی کے ایسے وقت مین کہ آنکو پھر مجددًا
حاصل کرنیکا بھی زمانہ نہین رہا تھا خاک مین ملجائین "" انتہی

منصفانہ بحث

یہ بحث ایسی ظاہر و روشن اور صاف اور بین ہے کہ ہر ایک
عاقل کو جو اسمین نظر اور فکر کرے بجز اسکے اور کچھ چارہ نہین ہوسکتا
کہ وہ بالیقین سمجھ جائیگا کہ آنحضرتؐ اپنے دعوی مین جھوٹے نہ تھے
اور کوئی دنیاوی غرض اور نفسانی خواہش ایسے دعوی نبوت
اور اظہار رسالت کے باعث نہین ہوئے تھے اور ایسے واقعی اور
صریحی امر راست کے جواب مین مخالفین نہ تو ایسے روشن اور صاف
امر حق کی تکذیب کرسکتے ہین اور نہ اپنی عصبیت یا سوء فہمی سے اسکی
حقیقت کا اقرار چنانچہ اسی باب مین ارونگ متصلاً لکھتا ہے "

[illegible]

بس کافی اعراض دنیوی کے فقدان مین ہمکو ضرور ہوا کہ انکے صفات و
عادات کی اس مشکل دقیقہ مین کوئی اور کیفیت بیان کرین چنانچہ
اس کتاب کے اوائل مین ہمنے اسکے بیان کا قصد کیا تھا جہان یہ
ہمنے یہ ذکر کیا ہے کہ آنکی گوشہ نشینی اور روزہ داری و نماز و تفکر سے
انکا غلو اور قوت متخیلہ درجۃً درجۃً متزائد ہوتی گئی اور اسی کیفیت مین

ایک مرض جسمانی یعنی صرع دوری سے اور یہی استعمال ہوا تھین انھین ایسا تصور ہوا کہ مجھے خدا سے وحی آتی ہے اور علی الاعلی کا مین نبی ہو گیا ہون - پس اب ہمکو یہی تصور کرنا چاہیے کہ انکو اعتزاز ہو گیا تھا اور انھون نے اپنے رویا یا خیال کو حقیقت مین یقینی باور کر لیا تھا خاصتہً جبکہ انکی حالت کرنے والے راز دار خدیجہ اور صاحب علم اور عیار ورقہ نے انکے شبہات کا معارضہ کیا - جب کہ ایک مرتبہ رسالت الہیہ کا حکم بدعوت ایمانیہ متخیل ہو چکا تو اور بعد کے احلام و تصورات اسی محل پر حمل کیے جاتے تھے - ان سبکو یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مشیت الہی کے اخبار ہین جو نبوت کی حیثیت سے باانحاء مختلفہ وحی کے جاتے ہین - جوش اور تحریک کی حالت مین ہم انکو بالتخصیص وجد اور غشی مین پاتے ہین یہان پر انھون نے اپنے آپ کو معرض مکالمت الہیہ مین گمان کر لیا ہوگا اور ایسا ہوتا تھا کہ ہمیشہ ایسی حالت کے بعد وحی کا اظہار ہوتا تھا " انتہی ملخصاً

اس تقریر سے ہماری دلیل کی قوت اور جناب نبوی کے دعوی کی صداقت بخوبی ہوتی ہے اور ایسے ہی مخالفین کے جواب کا

× [illegible]
[illegible]
[illegible]

ضعف اور توجیہ کا لاطائل ہونا بھی کالنور علی شاہق الطور ظاہر ہے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہو چکی کہ یہ دعوی آنحضرت کا نہ تو جھوٹ تھا اور نہ اس سے کوئی دنیوی غرض مراد تھی تو پھر اب سوائے سچ اور راہ حق کے اور کیا رہ گیا — ہم یہان پر چند امور مناسب مقام باختصار تمام اور بھی ذکر کرینگے (اولاً) مرض صرع کی کیفیت محض دشمنون اور خصوصاً یونانیون کی بنائی ہوئی بات ہے اور جب تک اسکا ثبوت قاعدہ ثبوت سمعیات سے یقینی نہو گا قابل تسلیم نہین — علاوہ ازین بالفرض ہمنے ان بعض سیہ درونان متوسوسین کے اس افسانہ مستمدث کو تسلیم ہی کر لیا تو بھی کیا کہین ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص مصروع نے کبھی اپنے آپ کو نبی سمجھہ لیا یا کبھی صرع نے کسی شخص پر ایسی دل پر قوی اثر کر دینے والی باتین القا کین یا ایسی اعلی اور افضل تعلیمین حقائق الٰہیات اور مکارم اخلاق کی سکھلائین — اور کیا حالت صرع مین اجتماع حواس اور ادراک ایسا ہی رہتا ہے جیسا کہ حالت غیر صرع مین اور دوار صرع مین مصروع کے خیالات کو ترفع اور بلند پروازی اور تفکر کو تحریک اور

[illegible] الہامی ہیں۔ × پس اگر یہ حالت صرع

ایسی [illegible] تنزیل وحی کا فقط بہانہ ٹھہرایا تھا تو وہی وقت

رویت جو [illegible] پہاڑ اور غار حرا کی حالت کی نسبت گزری

پیش آوے گی۔ اور اگر ایسا نہیں تو اسکا ذکر فضول۔ ثانیاً

وہ غشی کی کیفیت جو اگر اسکا تکرار اور استمرار ثابت ہوسکے تو ممکن

ہے کہ از قبیل اثر الٰہی ہو جبکہ احساس وحی اور مشاہدہ ملائکہ اور

استشعار تنزیل میں ہوتی ہو جیسے موسیٰ کی حالت کوہ طور پر مناجات

رویت الٰہی اور پولوس کی کیفیت مسیح کی جلوہ گری پر ہوئی تھی

پس ایسے احساس اور ادراک صحیح کی باتیں۔ قوی العقل اور

صاحب جودۃ قریحہ کو دھوکہ میں نہیں ڈال سکتیں۔

(۳) رویا حقیقی اور مکاشفات الٰہیہ میں واہمہ کا اسقدر دخل

اور تصرف ایسے عرصہ ممتد اور مدت دراز تک کیونکر ہوسکتا ہے

× لندن کے کوارٹرلی ریویو نمبر ۲۰۳ بابت اکتوبر ۱۸۶۹ء کے ایک آرٹیکل میں جو اسلام کے نام سے معنون ہے لکھا ہے۔ ہمارے زمانے میں صرع کو کوئی شخص کبھی اپنے اختیار میں نہیں تصور کر لیتا اور نہ مشرق کے لوگوں میں ایسا کبھی ہوا اور نہ کبھی مرگی کی وجہ سے دل کی ملائمت والی باتیں اور اعلیٰ نقش و نگار بہ معرض [illegible] سکے دل پر القا ہوئی" صفحہ ۳۱۱۔

اسلئے کب ہو سکتا ہے کہ ایسے امر عظیم الشان مین صرف وہم اور
وسوسہ کے سبب تمام امور کا انتظام ہوتا ہو اور اسی وہم کی بنا پر تمام
مصیبتین اور بلائین اور تمام تقلب احوال مبنی ہوا - کسی کی
عقل اسکو وہم سمجھ کے لیے بھی باور نہین کر سکتے -

(۴) وہ کیفیت توجہ و برانگیختگی اور اسکے جوش اور ہیجان مین اپنے تئین
مشرف بمکالمت الٰہی تصور کر لینا خیالات خام اور تصورات
نافرجام از قبیل اضغاث احلام ہین حالانکہ جناب نبوی کی تیزی
عقل اور حدت شعور اور ذہن ثاقب اور فکر صائب مخالفین
مین بھی مسلم ہے - تو کیسے ہو سکتا کہ اسکا اثر باہمہ موانع و
معارضات مرتے دم تک رہے - اور کیا وجہ کہ اگر ایک مرتبہ ہمکو
ایسا وہم یا دھوکہ ہو جاوے تو باوجود سلامت عقل و صحت ادراک
ہم اسی پر مستمر اور مصر رہین -

پس یہ توجیہ نہایت درجہ کی ضعیف اور نہایت مرتبہ کی سخیف ہے
اور بیشک صداقت امر محمدی اور حقیت دعوی نبوی بہ اکمل وجوہ
ظاہر و ثابت ہے -

اب ہم ایک اور شبہہ کی تردید کی طرف متوجہ ہوتے ہین کیا (وہ موضوع حق جسکی حقیقت ہر ایک قلب سلیم پر اثر قوی پیدا کرتی ہے)

مخالفین ایک اور شبہہ پیدا کرتے ہین کہ ہجرت کے بعد آنحضرت
کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور جذبات و تدبیرات دنیاوی
کی تحریک پانے لگی اور احکام مصابرت اور تحمل ترک کر کے اہل جبر
و تعدی سے انتقام لینا شروع کیا × اور فریب اور دغا سے

× ادورڈ گبن مورخ روم تاریخ کبیر کے ۵۰ باب مین جہان محمد رسول اللہ
کے حالات ہین لکھتا ہے کہ وہ فطرت الہیہ کی رو سے ہر ایک شخص کا حق ہے کہ اسلحہ کے ذریعے سے اپنی جسم
اور آبرو کی حفاظت کرے اپنے دشمنون کی قہر کو دفع کرے یا روکے اور معقول مدہر سے الینان اور منصفانہ
تک اپنی عداوت کو بڑھادے مگر قوت کی آزاد تمدن مین رعایا اور اہل شہر کے فرائض مین ایک ضعیف جمہور
محمد کو ایک بڑے فساد اور خیر اندیش رسالت کے بجالانے مین ملک کے لوگون کے ظلم نے اس سے
نزاع کی اور انہین جلاوطن کر دیا – ۲ جلد صفحہ ۱۶۹ نسخہ مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ع اور اسی باب کے
۲۷ صفحہ مین لکھا ہے کہ ۔ عقل خیر اندیش یقین جانیگی کہ محمد کی ایسی خوشنی خاص
اور اصلی نیکی کی نہین مگر ان گردن کش کفار کے جو اسکے دعاوی کی تردید اور دلیلون کی
تذلیل کرتے اور اسکی جان کو ایذا دیتے ہوے رسالت انسانی برداشت نہین کر سکتی
وہ اپنے ذاتی دشمنون کو تو معاف کر دیگا اور خدا کے دشمنون سے جائز طور
پر عداوت رکھیگا – محمد کے سینے مین استکبار اور انتقام کی سخت تحریک
مشتعل ہوئی اور اپنے نینوا کے نبی کے مانند ان کفار کے استیصال کے لیے
جنہین ملزم ٹھہرایا تھا آواز بلند کی ۔ مکے کے ظلم اور مدینے کے قبول کرنے نے ایک
شخص کو امیر قوم اور مسکین و اغضا کو رئیس افواج بنا دیا – مگر اس کی تلوار تقدیس
کے لیے سبیل الٰہی مین سے اور وہی خدا جو گھٹا بدن کو دیا اور ...
ہے ضرور ہے کہ ان کے استقلام تہذیب کے لیے اپنے عباد کی دلاوری القا
فرما دے ۔

× یعنی یونس ۱۲

دشمنون کو قتل کرایا ×۔ غرضکہ ہجرت تک آنحضرت کو اظہار نبوت کرتے
ہوئے ۱۳ برس کا زمانہ گذر گیا تھا اور جہان پر کوئی دقیقہ مصائب
اور آلام اور ثبات قدم اور اظہار دعوۂ الہی کا ایسا نہین رہ گیا
تھا کہ اب اسکی حقیقت اور صداقت مین کچھہ شک رہ جاوے۔
پس جب اس زمانہ ممتد تک آنحضرت کی صدق نیت اور خلوص دلی
اور فقدان اغراض دنیوی ثابت ہو چکا تو اس ۱۳ برس کے
عرصے مین تو نبوت حقہ اور رسالت الٰہیہ پر رہنا اور آخری دس
سال کی مدت مین تزویر اور مکاری اور خلع منصب نبوت کرنا
اک امر عجیب و غریب و خارج از بحث ہے کیونکہ مسلمین تو مدت ۲۳ سال
کو عرصہ تنزیل وحی کہتے ہین اور منکرین کو اس تمام عرصے مین رسالت
حقہ سے انکار ہے پس یہہ ۱۰-۱۳ کی تقسیم تو قسمۃ ضیزیٰ ہے۔
مگر فی الحقیقت یہہ تغیر ادعاے محض بے اصل ہے بلکہ جناب رسول خدا

× دیکھو گلشن ارونگ نے خود ہی بعض اشارات کو غیر ثابت قرار دیا ہے جیسا کہ ہم باب مین الصفحہ
۱۱۲ کہا ہے کہ وہ محمد پر خود یہہ الزام لگایا گیا ہے کہ دشمن سے فریب کی تدبیرین کین کیونکر
سنا گیا ہے کہ اسنے [illegible] کو خفیہ پیغام کے ساتھ مکہ کو بھیجا کہ ابو سفیان کو [illegible]
مگر یہہ راز کھل گیا اور یہہ قابل [illegible] تھا کہ آخر سرزد ہو گیا مگر یہہ الزام ابھی طرح ثابت نہین ہوا
اسکے کردار و سیرت عام کے خلاف ہے۔

علیہ التحیۃ والثنا کی اس عزم اور مراعین کاسی کے یہ تغیر و تعدد

ایک قسم کا تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا بلکہ دولت ظاہرہ اور سلطنت
ظاہرہ کے حصول پر بھی وہی زہد فی الدنیا اور اقبال علی الآخرۃ آنحضرت
کا سجیہ مرضیہ اور سیرت رضیہ رہا۔ واشنگٹن ارونگ نے اسی شیوہ
کی بحث میں خود بھی لکھا ہے کہ " معارک جنگ میں فیروزمندی
حاصل کرنے سے انہیں (محمد میں) غرور یا جھوٹی شان و شوکت نہیں
آئی جیسا کہ اگر یہ فیروزمندی ذاتی اغراض سے ہوتی تو آجاتی۔
جب ان کو بڑی بھاری تسلط حاصل ہوا جب بھی اُن کی سادگی
اطوار اور اوضاع ویسے ہی رہے جیسے کہ تکلیف کے زمانے میں تھے
تکلفات بادشاہی سے تو وہ ایسے دور رہتے کہ اگر کسی مکان میں آتے
وقت کوئی غیر معمولی رسم تعظیم کی ادا کیجاتی تو وہ ناخوش ہوتے۔
اگر انہیں تمام عالم پر سلطنت کی خواہش تھی تو وہی دینی
سلطنت تھی اور جیسے کہ دنیاوی حکومت جو اونہیں سے نکلی تھی
اوسے بغیر خودنمائی کی برتتے تھے ایسا ہی اونھوں نے اوسے اپنے
ہی گھر میں مستمر رکھنے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ جو دولت کہ ان کو خراج

اور حقیقت مین سلطنت وریاست کیطرح [illegible] کی طرف [illegible] اور فقرا و صحابہ

کے زہد وقناعت مین مصروف ہوتی تھی یہانتک کہ حضرت [illegible] آنحضرتا

عمر ابن الحارث کا قول ہے کہ محمد اپنی وفات کے وقت بجز ایک دُلدل

اور آلات حرب اور ایک قطعہ زمین جو اپنی ازواج و اولاد و

فقرا کے لیئے ہبہ کر گئے تھے اور نہ کوئی درہم چھوڑ مرے نہ دینار نہ غلام

نہ کنیز نہ کچھہ اور — ایک مورخ کہتا ہے کہ خدا نے تمام روی زمین کے

چابیان انکو دین مگر اونہون نے نہ لین ۔ انتہی ۔ —

[illegible]

پس دنیوی تحریکات کے شبہ کی تو بہتر تردید تھی جو بیان ہوئی اور مخالف

ہی کے کلام سے عیان ہوئی مگر ہنوز ہمکو دنیوی خواہشون کی ابطال اور

دنیاوی عیش کی نفی و تردید مین اپنے مخالف ہی کے کلام سے

شہادت لانی ہے و الفضل ما شہدت بہ الاعداء —

چنانچہ اسی مقام پر مورخ ارونگ لکھتا ہے کہ پس یہی کامل نکلنا

نفس مع اس دلی خدا ترسی کے ہے جو آپ کے ہر ایک تقلب احوال

مین ساری ہے جو ہر ایک شخص محمد کی خصلت کی صحیح صحیح انداز کرنیوالے

حیران کرتا ہے کیونکہ ما کان جبکہ دنیاوی سلطنت انکے قبضہ

[illegible]

اپنے قول و فعل سے دنیا کی محبت سے نفرت ظاہر کی اور ہمیشہ اولی

... کا پیرو ... الا قبال ... کرتا یا اور تمام دنیا کی پیروی نے

انہیں ہر ترک کیا تاکہ اسلام کا فرض ... اور یقینی ... کی مدح

ہے ان کا مقصد ... تھا اور ابتدا ... کی ... تک ... اللہ

ان کی اصل اور تسکین تھا۔ اور جیسے کہا گیا ہے کہ خدا ہی کی محبت پر

ان کی سب امیدیں، دعائیں خوشیوں کے منحصر تھیں — الی ان قال

مرتے دم بھی کہ دنیا وہی فریب کے کسی غرض کا وہ زمانہ نہیں ہو سکتا

وہ اسے اپنی دینی گرمجوشی اور رسالت الٰہیہ کے اسی اعتقاد کا دم

بھرتے رہے اور وہ آخری الفاظ جو اونکے منہ سے نکلے وہ یہی دعا

اور انبیاء سابقین کی معیت میں جلد داخل ہو جانے کا یقینی واثق تھا

" (انتہیٰ) —

المختصر یہ امر کہ کمال انجلا و ظہور و نجابت و وضوح و سفو ثابت ہے کہ آنحضرت

کو دعوت اسلام کرنے سے یہ غرض نہ تھی کہ دنیوی رسالت اور ... ہو یا

حاصل کریں اور مال اور دولت کمائیں یا طبقات امم اور جماعت ناس

... سے ... کہلائیں بلکہ ان سب باتوں کو اونہوں نے

ذلیل و حقیر جانا اور جو ریاست اور دولت کہ ان کو [illegible]
حاصل تھی اوسکو مطرود و مردود کیا اور اسلام کی دعوت اور دین
الٰہی کے وعظ مین خانہ ویرانی اور جلا وطنی اختیار کی اور ہزار
مصائب اور سختیان اور محنتین اور صدمے اور تمسخر مخالفین کے
جور و تعدی و ظلم و ستم بڑے تحمل اور صبر سے برداشت کی اور اپنے تمام
تقلب احوال اور حیثیات مین اُسے ایک منہج قویم اور عزم صمیم پر قائم اور
صمیم رہے۔ پس کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیاوی خواہشین اور دنیوی تنعم
یا خیالی شبہات اور محض خطرات بال ایسے عجیبۃ الشان نظام امور سلسلہ و
واقعات مین مخفی اور مستتر ہین اور کیسی ممکن ہے کہ انکا یہ مجاری احوال
اور استقامت رفتار ایک مکاری اور تزویر سے بھرا ہوا ہو۔
بالآخر پھر وہی مورخ انجام مین ص ۹۰ یہ لکھتا ہے ور پس ایسے
کمال سرگرمی اور ثابت قدمی محمد اتری کو ایک نظام مسلسل کفر آمیز تزویر
کے ساتھ مطابق کرنا اور ایسے ہی اسقدر پاک عالی مرتبہ اور کریم الاحکام
مند مع قرآن کو ایسے ایک خیال سے جو ملکات رذیلہ کا معدن اور محض
دنیاوی اغراض نفسانیہ کے وقف ہو نسبت دینا دشوار امر ہے

اور ہمکو ان کی سیرت [illegible]

اور کوئی طریقہ نہیں ہے بجز اسکے کہ تصور کر لین کہ اس طرح کی منازل

شغل جو تعلیم صاحب شریعت ہین وہ بعینہ حجت کیجانب ہین انکی ہوش کی

بہری ہوئی روح پر مشتمل ہوتی وہ بھی کم یا زیادہ ایک قسم کی دیوانگی

خاص ہین ان کے مجازی احوال کے انجام تک انکو پیران سمجھے بھی

اور سادہ لوحون نے اپنے تئین غلط عقیدہ مین کہ ہین نبی مرسل ہوئے

وفات پائی ۔

طریقہ تو بداہت عقل پایا جاتا ہے کہ وہم اور شبہہ اور مغالطے اور

ہوسکے کا کیا اثر و قیام ہوتا ہے اور جو امور احساس و ادراک

سے دریافت ہوتے ہین ان کی کیا کیفیت ہوتی ۔ اور وہ مکاشفات

حقیقی اور مشاہدات الٰہی کا بیان جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کامل اور یقین و دانش سے بیان فرمایا جیسے مشاہدات حقیقیہ اور ادراک

واقعیہ اور احساس حقیقیہ پر مبنی ہوتا ہے اور اسی کی اظہار پر ملی

[illegible] اصرار اور اصرار رہا کہ جیسین کسی صاحب عقل کو

ایک منٹ کے لیے بھی شبہہ نہین ہو سکتا کہ آنحضرت کا اپنا کہنا رسول اللہ

بیان کرنا اور مشاہدہ ملائکہ اور تنزیل وحی کا احساس محض
دھوکا اور وہم تھا — ×

۲ ما ضل صاحبکم وما غویٰ

۳ وما ینطق عن الھویٰ

۴ ان ھو الا وحی یوحیٰ

+ + + + + + + +

۱۱ ما کذب الفواد ما رایٰ

فرض کیا جاوے کہ کوئی حکیم یا فقیہ کسی اپنے مسئلہ خاص میں جسمیں وہ معاصرین یا آرا مشہورہ سے مخالفت کی گئی ہو ایسی وقت میں پڑی کہ اوسی سلطان وقت یا جماعت قوم کیطرف سے سخت مصیبت میں پڑجانے اور موت کے خطرہ سے دہمکی دیجاوے ایسی حالت میں تین صورتیں ممکن ہیں

(۱) یا تو وہ شخص جو اپنے مسئلہ کو حق جانتا ہے ان تکلیفوں میں پڑنے اور مصیبتیں جھیلنے کی خوف سے اس سے انکار کریگا جیسا کہ دانشمند گلیلیو کی کیفیت ہوئی (۲) وہ حکیم اپنی رائے کو حق جانتا ہے اور اس پیش آنیوالی موت اور مصیبت کی تکلیف پر بکمال جرأت و مردانگی قائم رہکر مصیبتیں اوٹھاتا ہے جیسا امام احمد بن حنبل کو ایک مسئلہ میں معتصم باللہ کے زمانہ میں پیش آیا (۳) وہ عالم اگر اپنی رائے کو حق نہیں جانتا تو ضرور اپنی نقصانات اور تکلیفیں تھیدی مصیبت و موت کی اذیتیں ہرگز گوارا نکریگا اور ضرور اس مسئلہ سے انکار کریگا لیکن یہہ بیہودہ لوگ مثالیں امور دہنیہ و عقلی استحسان اور اپنی رائے کی جو لیے ثابت قدم رہتے ہیں ایسی لوگوں کی تقلید صرف اسی حالت میں ہے کہ وہ ثابت قدم رہے الا انکی اس ثبات قدم سے اس مسئلہ کی حقیقت نہیں پائی جاتی بر خلاف اسکے جبکہ امور حسیہ اور وقعیہ کی تصدیق اور تائید میں کوئی شخص ان مصائب کو برداشت کرے تو بیشک اسکی صدق قول کی قوی حجت ہوگی چنانچہ جو تکلیفیں اور مصیبتیں جناب رسول خدا صلعم کو دعوی رسالت میں پیش آئیں وہ از قسم رائے یا تقلید نہ تھیں بلکہ نزول وحی کا احساس اور مشاہدہ ملایک وغیرہ **امور حسیہ** تھے جنمیں مغالطہ کی گنجایش نہیں کیا ایسے حواس پر ہمکو اعتبار کرنا چاہیے — نہیں تو سب کاروبار عالم یکلخت بند ہو جاینگے اور ہم لوگ سوفسطائی بن جاینگے ——

۱۲ افتماروله علی مایری

× × × × ×

۱۷ ما زاغ البصر وما طغی

۱۸ لقد رای من آیات ربه الکبری

× × × × × × ۰۰۰۰ نجم ۲۰ ج

۱۴ - اور اس امر پر بھی نظر نہین ہوئی کہ جس قبیلے مین جناب رسول خدا نے نشو و نما پائی اور جس شہر مین عرصہ بعید اور زمان ممتد تک بود و باش کی اور جس عہد مین ظہور و خروج ہوا ان مین علوم عقلیہ و نقلیہ کا رواج نہ تھا معرفت الٰہی اور حقائق ربانی کا کچھ ذکر تھا اور نہ وہ ملک حکما و علما کا مرجع و مسیر تھا بلکہ جہالت اور ضلالت اور رسوم قبیحہ اور عجیب قسم کے اوہام و وساوس اُنمین رائج تھی اور سب پر ظلمت جہالت چھائی ہوئی تھی اور خدا اور احکام و صفات الٰہی سے سب لوگ جاہل و ناواقف تھے اور محمد صلعم کے بعثت کے زمانہ اور اظہار رسالت کے وقت تک لکھنے پڑھنے اور تعلم و تلمذ مین مشغول نہین ہوے تھے اور نہ مشاہیر علما سے صحبت یا غیر ملکون مین جا ب

عرب کی جہالت

[illegible]

علوم و فنون کا رواج ہو سفر و سیاحت یا سیر و اقامت بہی نہین
کی۔ پس اس زمانے کی ایسی جہالت اور ظلمت اور
آنحضرت کی اُمیت اور بہر ایسی معرفت ذات و صفات و احکام الٰہی
اور ثبوت معارف ربانی اور دلائل بعث و نشر و براہین توحید
و تنزیہ باری تعالی مین مبلغ عظیم اور مرتبہ علیا اور غایۃ قصوی مین
پہونچ جانا کہ جمیع عقلا اوسمین متحیر اور عاجز ہو جاتے ہین اور جسکی ادنی
درجہ پر بہی حکمت فلاسفہ اولین اور معرفت عقلا آخرین نہ پہونچ سکے
اور ایسے اصول توحید اور تنزیہ کی باتین جنکو فلاسفہ فیلسوفان سابق
اور عقلا فاان لاحق نہ پا سکے بکثرت و شدت بیان کر دینا صریح
عقل انسان اسکو باور کرتی ہے کہ ایسی باتین بلا تعلیم الٰہی
اور ہدایت ربانی اور بغیر وحی و تنزیل حاصل و میسر نہین ہوسکتین۔
۷۵ آ۔ امر مذکور اس زمانے کے حالات اور واقعات پر نظر کرنے سے
یقینی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے عالی مرتبہ اور بلند درجہ کے علوم
ربانی اور دقائق توحید اور حقائق تمجید و آداب حسنہ و مکارم
اخلاق و ضوابط ملت و حکم نافعہ و مصالح ضروریہ جسمین عرب کی قوم

[illegible marginal notes]

انہیں اور جا بجا انکے حاصل کرنے مین بڑی ریاضتین اولا دور دراز
مدتین چاہیین اور چونکہ شخص واحد مین کمالات علمیہ اور عملیہ جیسے
قرآن مین مجموع ہین جمع ہونا مستبعد ہے تو ضرور ہے کہ مختلف
عالمون اور متعدد فاضلون اور حکیمون اور فیلسوفون سے اخذ و تحصیل
کیا ہوگا اور برسون تک مشاہد خلق اور مجامع ناس مین تحصیل علوم
و تحقیق معارف کے لیے آمد رفت اور تردد عظیم ہوا ہوگا اور اکثر
آدمیون نے اس امر پر اطلاع پائی ہوگی اور تمام قوم اور دور و نزدیک
کے بلاد و امصار اور یگانون اور بیگانون مین اس امر کا شہرہ عظیم
ہوگیا ہوگا یا اگر ایک ہی شخص سے تحصیل کی ہوگی تو وہ خود بھی مستجمع
جمیع کمالات اور عالم بکل المعلومات ہوگا اور تمام قوم مین اسکی عظمت
اور شہرت ہوگی اور بچے اور عورتین بھی ایسے شخص کو جانتے ہونگے
اور اسکے شاگرد بھی ضرور بتعداد کثیر ہونگے اور لازم ہے کہ اس تحصیل
و تدبر مین صحبت سے لوگ آنحضرت کے شریک اور جلیس بھی ہونگے
مگر آنحضرت کی نسبت انمین سے ایک بات بھی ثابت نہین ہے اور کسی قریش
یا اور کسی اس ملک یا غیر ملک کے دشمن نے کبھی ایسا طعن نہین کیا

اور شبہات ... [illegible]

کہ تمنے ہمین مین رہ کے تمام عمر فلان وہمان سے تحصیل علوم مین صرف
اور فنا کی اور اب ہمین سے کہتے ہو کہ مین نے لکھا پڑھا نہین یہ سب مجھہ
مجھے وحی سے معلوم ہوگیا۔ اور ضرور تھا کہ جب محمد رسول خدا صلعم
اپنے دشمنون کے مقابلہ مین منکرون کی رد مین باعلاے صوت و
باعلان تمام علی رؤس الاشتہاد وبرسر عام اپنی اُمیّت ظاہر کرتے
اور عدم تدبّر وتعلّم بیان کرتے تھے بلکہ اسکو اپنے مکاشفات اور
وحی کی دلیل حقیت گرداتنے تھے (چنانچہ سورۂ عنکبوت مین فرمایا
ماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولاتخطہ بیمینک اذالارتاب المبطلون)
پس اگر یہ امر واقعی نہوتا توسب کے سب انکے بطلان اور تکذیب مین
مستعد ہوجاتے اور تحصیل وتعلّم کے پتے بتاتے کیونکہ آنحضرت صلعم کی
تکذیب مین وہ لوگ ہرطرح سے کوشش اور سعی کرتے تھے اور ہمیشہ
جھوٹھی طعن اور تشنیع کیا کرتے تھے ۔ اور جبکہ کبھی ایسا نہین ہوا
(اور ایسا الزام انکی طرف سے منقول اور مسموع نہین ہوا اگر ایسا ہوتا
تو البتہ دشمنان دین ضرور اسکو بکثرت رائج ومشہور کرتے اور ابتک
یہ بات مشہور چلی آتی) ۔ پس ثابت ہوا کہ کبھی قبل نبوت آنحضرت نے صلعم

ایسے امور مین اشتغال اور ایسے علوم کا استحصال نہین کیا —

ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مخالفین بھی محمدؐ کو صاحب فہم و فراست اور باریک بین اور دانا اور دنیوی کامون مین ماہر تسلیم کرتے ہین پس اگر یہ دعوی انکا کہ مین نے ان باتونکو کسی سے سیکھا نہین خلاف واقع اور جھوٹ ہوتا تو یہ جھوٹ سب لوگونکی نظر مین انکو جھوٹا ٹھہرا کے متنفر اور ذلیل کر دیتا اور کوئی شخص انکی تعلیمات پر متوجہ نہوتا اور ہر ایک شخص انسے نفرت کرنے لگتا اور یہ بات انکے غرض کی منافی ٹھہرتی کیونکہ انکا مطلب تو گروہ انام در جمیع خلق کو اپنی طرف کھینچنا اور متوجہ کرنا تھا اور جب یہ لوگ ایسے صریح جھوٹ کی وجہ سے انسے بیزار ہو جاتے تو یہ امر انکے مطلوب کا بڑا مانع ہوتا اور کوئی عاقل اور دانا جو اپنی غرض و مقصود کے مصالح و مفاسد سمجھتا ہو ایسے فعل کا اقدام نکریگا جو اسکی غرض کے منافی اور مقصود کے مانع ہو — پس اس سے یہی ثابت ہے کہ یہ دعوی بھی جھوٹ نہ تھا —

ہر چند کہ ہمارے مخالف مسیحیون کا یہ شیوہ ہے کہ وہ صادقات

بہت سی باتون کا بھی اظہار کرجاتے ہین کہ جس بحث کے متعلق یہ توہم
کرتے ہین کہ حضرت محمد امی تھے اور یونانی عبرانی نہین جانتے تھے
اور توریت اور انجیل نہین پڑھے تھے × مگر کہتے کیا ہین کہ آنحضرت
ابوطالب کے ساتھ اور کئی بار خود بھی ولایت شام کو گئے * اور
یمن کا بھی سفر کیا + یہودیون اور عیسائیون سے عموماً بات چیت
کرکے انکی کتابون کے مضامین سے آگہی حاصل کی ۱۱ اور ورقہ خدیجہ
اور سرجیس راہب سلمان فارسی اور چند عیسائی غلامون سے
مدد پائی # اور عیسوی مذہب سے استفاضہ و استمطار کیا # —
چنانچہ مسیحیون نے ان شکوک و شبہات کے اثبات بے ثبات مین
بڑی جد وجہد کی ہے اور مین نے اس بحث کو رسالہ اعجاز [illegible]
مؤلفہ پروفیسر راجہ مسیحی پرانی مہا دیو لکھنے کے پیچھے ہوس
ا

× میزان الحق ب —
* ایضاً —
+ ڈاکٹر ویل کی سیرت محمدی —
۱۱ میزان پادری فنڈر صاحب
واشنگٹن اروینگ ڈاکٹر اسپرنگر — پروفیسر راجندر موریونیڈ راڈویل —
واشنگٹن ارونگ —

مخصوص کیا ہے مگر یہان بھی مناسب مقام سے چند امور ذکر کرتے ہین

اولاً سفر و سیاحت اور آمد و رفت مین ایسے فضل والے علما

مضامین قرآنی اور حقائق ربانی کا اخذ اور حاصل کرنا وہی بحث

ہے جسکا ابطال بصراحت عقل پہلے کیا گیا کہ اسطرح پر اخذ و تحصیل

مشہور اور بلسان قوم سپر مذکور رہو جاتے اور جن علماے اہل کتاب

کے ساتھہ آنحضرت کو لوگون نے نشست برخاست و آمد رفت و

بحث و تفتیش کرتے اکثر اوقات دیکھا ہوگا وہ لوگ ضرور اسکا اظہار

کرتے بلکہ وہی اہل کتاب خود اسکا الزام دیتے حالانکہ ایسا ماجرا

کہین منقول نہین اگر واقع ہوا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا کیونکہ ایسے

امور کی نقل و حکایت پر عامۂ ناس عادی ہین اور اسی کے

امثال ور بانئین منقول و مروی ہوتی آئین

ثانیاً ولایت شام کو کئی بار جانا محض جھوٹ ہے۔ شام کے

مختصر اور عجلت کے دو سفر اہل سیر نے ذکر کئے ہین اور یہہ تو دو ہی

سفر کہ انمین سے پہلا تو ۱۳ برس کی عمر مین ہوا۔ اور دوسرے

مین کاروبار تجارت کے مقتضی سے بجز دفراغت جلدی ہی

رسول صلعم ... [illegible]

ان ... [illegible]

واپس آنا پڑا تھا (دیکھو اڈوارڈ گبن کی تاریخ روم (ت ۵ ب) یقیناً اس لایق نہین ہو سکتے کہ اہل مکہ مین ایسے علوم الٰہی اور تزکیہ و تہذیب دین اور اصلاح مذہب کی لئے کافی ہون ۔ اور اگر اس قسم کی تلاش اور تفتیش کا قصد بھی کیا گیا ہوگا تو سریانی زبان کی عدم واقفیت ضرور اسکی مانع ہوئی ہوگی (دیکھو اڈوارڈ گبن مقام مذکور)

ثالثاً یمن کا سفر قطعاً غیر صحیح ہے آنریبل ولیم میور صاحب کتاب سیرت محمد کی جلد اول صفحہ ۳۲ حاشیہ پر تحریر فرماتی ہین کہ ڈاکٹر ویل نے لکھا ہی کہ ۱۶ برس محمد اپنے چچا زبیر کے ساتھ تجارت کی تقریب سے یمن کو گئے (۹۶ ڈاکٹر اسپرنگر صفحہ ۷۹ حاشیہ مین لکھتا ہی کہ اس بیان کی عمدہ سند نہین ہے - اور مجھے تو اسکی کوئی بھی اصلی سند نہین ملتی ۱۱ فقط

رابعاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نسبت خصوصاً پروفیسر مہی نے بکارت ومرآت تاریخ طبری کے حوالہ پر یہ بیان کیا ہے کہ انہون نے توریت و انجیل پڑھی تھی چنانچہ ۳۶ و ۲۱۱ صفحہ

مین لکھا ہی کہ وہ تاریخ طبری کا ترجمہ فارسی بلعامی نے کیا ہی
اور اس ترجمہ مین نسبت حضرت خدیجہ کی یہہ لکھا ہے۔
"خدیجہ کتابہاے پیشین خوانده بود و خبرہاے پیغمبران دانستہ" فقط
اور اس پر عجب عجب تفریع کی ہی اور نتیجہ نکالا ہی کہ خدیجہ کو
دین عیسوی کیطرف میلان تھا (صر ۲۲۰) مگر اس پروفیسر کے
یہہ سب نتایج اور استدلال بے اصل اور پا در ہوا ہین کیونکہ
اک عمدہ محقق کی شہادت سی یہہ بات ثابت ہی کہ تاریخ طبری
مین یہہ مضمون نہین ہی - اور یہہ امر پروفیسر رامچندر کو خوب
معلوم تھا — عمدۃ العلما آنریبل سر ولیم میوئر کتاب سیرت محمدی
کے ۲ ج سے صر ۶۷ کے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ ڈاکٹر اسپرنگر
کا یہہ قول ہی صر ۱۰۰ کہ طبری سی معلوم ہوتا ہی کہ جب محمد صلعم نے
ابتدائے نبوت شروع کی تو اونکی زوجہ خدیجہ نے کتب مقدسہ
پڑہی نہین اور حالات انبیاء سی واقف نہین - لیکن یہہ مضمون
طبری کے فارسی ترجمہ سے ہے لیکن اصل عربی کے نسخہ مین
نہین ہے اور وہ الفاظ یہہ ہین کہ — خدیجہ یکتابہاے پیشین

خوانده بود و خبرہا ے پیغمبران دانستہ × انتہی - پس افسوس ہے
رامچندر کی عمیت اور عصبیت پر

علاوہ ازین حضرت خدیجہ کا عبرانی یونانی لاطینی وغیرہ
زبانین جاننا ثابت نہین اور بغیر ان زبانون کی مہارت سے
کتب عہد عتیق و جدید کے ترجمہ سبعین و ولگیٹ وغیرہ کی درست
ممکن نہ تھی —— اور ان کتابون کے عربی ترجمہ اُسوقت مین
نہین ہوئے تھے —— اک عربی ترجمہ کتب عہد عتیق کا جسکا
کچھہ حال معلوم ہے وہ ہے جسے ربّی سعد یاس جون نے
نوین صدی عیسوی مین کیا تھا اور عہد جدید کی عربی ترجمے
بشپ والٹن اور میکایلس وغیرہ محققون کی رائے مین ساتوین
اور گیارہوین صدی کے ہین —— فضل العلما قسیس راڈول صاحب
لکھتے ہین (مقدمہ ترجمہ قرآن صر لعہ) کہ دو محمدؐ کے زمانہ کے
پیشتر عہد عتیق و جدید کے عربی ترجمون کے وجود کا کچھہ نشان
نہین ہے " فقط

خامسًا ورقہ ابن نوفل کا کتب یہود و نصاریٰ کو

زمانہ جاہلیت میں عربی زبان میں

عربی مین ترجمہ کرنا × یا اُسکا جناب رسولخدا صلعم کو تعلیم دینا محض
بے اصل اور صریح افترا ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو جناب رسول خدا صلعم
کا تلمذ اور مصاحبت ورقہ سے ضرور مشہور اور سب کی زبان
پہ مذکور ہوجاتا اور اگر ورقہ ایسے بڑے فضل و تحقیق کا آدمی
تہا تو وہ بہی مشہور فی الآفاق اور اہل شہر و بادیہ مین سبکا
مشار الیہ بالاصابع ہوگا اور البتہ اُسکی صحبت اور ملازمت سے
اور لوگ بہی مستفید اور مستفیض ہوئے ہونگے حالانکہ ایام
عرب مین ایسی باتین مذکور نہین ۔ علاوہ ازین ورقہ تو قبل
دعوت مرچکا تہا × اور مضامین قرآنی جو اکثر فی البدیہہ حسب ضرورت
موقع و مناسبت مقام ہوتی تہے اونمین ورقہ کی شرکت
یا تعلیم کسی طرح ممکن ہی نہین ۔ اور اُسکا انجیل کو عربی مین
ترجمہ کرنا بہی قطعی اور سندی نہین بعض روایات کا یہہ فقرہ
فکتب من الانجیل بالعبرانی ما شاء ان یکتب خلاف مقصود ہے
اور کیفیت کان اسکی دلالت ترجمہ پر نہین بلکہ نقل و کتابت
پر ہے چنانچہ ڈاکٹر اسپرنگر نے سیرت محمدی کے حاشیہ

ص ۴ مین بوجہ کافی ثابت کیا ہی کہ اس فقرہ کی دلالت
صرف کتابت پر ہے نہ کہ ترجمہ پر" (ولیم میور صاحب ص ۱۵ ج ۲)

سادسًا سرجیس راہب مسیحی کی نسبت جو مخالفین
یہہ سنتے ہین کہ اوسنے آنحضرتؐ مین آثار نبوت کا اقرار کیا
اور اونکی رسالت آلہیہ کی خبر دی تو اسکی عداوت اور تعصب سے
بدگمانیان کرتے ہین کہ آنحضرت نے اس سے عیسائیون کے
عقائد وغیرہ کے حالات کا علم حاصل کیا۔ مگر یہ ظاہر ہی کہ اس
عرصئہ قلیل بلکہ اقل کی ملاقات قرآن کے مطالب متوافرہ و
مضامین کثیرہ کی تعلیم اور تحصیل کے لئے نہایت ہی غیر کافی تھی
علاوہ ازین اس سیر و گشت مین دین عیسوی کی کچھہ باتین
معلوم ہوئین تو وہی باتین ہونگی جنکی تردید کیگئی اور انسے
اونکی عقائد کی بطالت اور ضلالت ظاہر کی۔ اور ایسی راہبون
کے اعتقادات و تعلیمات سب کفر و ضلالت سے بھرے ہوئے تھی
مگر ڈاکٹر اسپرنگر نے بحیرا کی ایک ہی ملاقات سے
بدگمانی کرنیسے بس نہین کی بلکہ اس بارہ مین وہ اپنی اور احزاب

و امثال سے سبقت کر کے یہہ گمان کرتا ہے کہ ابوطالب نے
آنحضرت صلعم کو بحیرا کے ساتھہ مکہ بھیجا تھا (ص ۷۷) اور واقدی
کے اس فقرہ سے - ردّہٗ ابوطالب معہ - اسکا استدلال
اک بڑی غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ اس جملہ کی صاف اور صریح
یہہ دلالت ہے کہ ابوطالب اونکو اپنے ساتھہ لے آئے -
اور بیشک یہی واقدی کی مراد ہے - پس ڈاکٹر اسپرنگر
کی اتنی بڑی شہرت اور تحقیق کی یہہ ادنی مثال ہے
ذالك مبلغهم من العلم اور سرجیس راہب جسکا نام سعید
اور لقب بحیرا تھا (ابو الحسن البکری کی تاریخ) یا وہی بحیرا جسکا نام
مسیحیوں نکے یہاں سرجیس ہے (تاریخ مسعودی) × کبھی اُسنے
زمین عرب مین قدم نہین رکھا اور کسی تذکرہ اور تاریخ مین
مذکور نہین کہ وہ دمشق مین اپنا صومعہ چھوڑ کے عرب مین
آیا ہو - چنانچہ جارج سیل مترجم قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے ※
سابعًا سلمان فارسی جسکے نام کو ڈاکٹر پرائیڈیاکس +
نے بی تمیزی سے عبداللہ بن سلام کے نام کی ساتھہ تخلیط

+ × تاریخ مسعودی جلد اول صفحہ ۱۴۶

※ الحج

سلمان

اور گگنیر نے حاشیہ الفدا پر اسکی تغایظ کی ہے
اسکی صحبت جناب رسول خدا سے بہت کم اور وہ بھی آخر زمانہ
مین رہی ہے یعنی سلمان فارسی کا عرب مین آنا اور مسلمان ہونا
ہجرت کے بعد واقع ہوا ہے ۔ قسیس ڈاکتر راڈول سے
تعجب اور نہایت تعجب ہے کہ وہ حکایات بہشت و دوزخ کو
سلمان فارسی کی تلقین بتلاتا ہے (ص ۱۵) اس شبہہ پر
رد وہ بیان ژندا وستا کی مماثل ہے حالانکہ کئی اک سورہ مکیہ
مین جو سلمان فارسی کے آنے اور مسلمان ہونیکے پیشتر اور
مقدم کہین انمین یہہ کیفیت مذکور ہی مثلاً سورہ قیامہ ۔
الرحمان ص صافات اعراف ۔ اور یہہ سورتین قطع نظر
از تفاسیر اسلامیہ و عنوانات نسخ قرآنیہ و فہارس علمائے مسیحیہ

+ الفاضل الشہیر بہزمی پرایڈ یاکس معلم الٰہیات (ڈین آف ناروچ) نے
اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین اس سلمان فارسی کو عبداللہ ابن سلام یہودی عالم
سے خلوط کر دیا ہی (اور اسکا نام عبری کے طرز تحریر پر عبدیاس بن سلان یا جسے
لوگ عبداللہ سلمن کہتے ہین ۔ اور جسپر مورخین مسیحی محمد کے اختلاق یا
نغز لیے قرآن مین مدد دینے کا الزام لگاتے ہین) "وتہنگلن اردنگ سیرت محمدی صا ۴۶"

(مثل آنریبل سر ولیم میور - ۲ ج ۲ جدول ترتیب سور ص ۲۰ و ۳)

خود ریورینڈ راڈویل کی ترتیب سے جو بر عایت تنزیل مرتب

ہوئی ہین مکی سورتین ہین

ثامنًا - ایسا ہی بے ثبات وہ شبہ ہی کہ مکہ کے

چند غلامون سے جو عیسائی ملکون سے غلامی کے طریق پر

آئے تھے کتب مقدسہ کے بعض قصص و حکایات سنائے

مگر یہہ بات قابل توجہ ہے کہ یہہ عبید تو لڑکپن ہی مین اپنے

گہرون سی بسبیل غلامی عرب مین پکڑلائے گئے تھے

پس ان لڑکون کو مضامین کتب مقدسہ طفولیت مین کب حاصل

ہوئی ہونگے اور جو کچھ گہر مین سُنا سُنایا ہوگا وہ بہی مدت گذرنے

پر بہول بہال گئی ہونگے اور نہ مکہ مین اونکو اپنی آبا کے قصص

عقائد کے تذکرہ و تکرار کا سامان و مواد مہیا تہا پس ان جاہل

غلامون کو دیکھے اور قرآن کے مضامین عالیہ و مطالب جلیلہ

از قسم دلائل وجود باریتعالی و براہین توحید و بطلان شرکت

و ملامت بت پرستی و ثبوت بعث و نشر و معارف الٰہی و صفات

عیسائی غلام
اپنی خوبی
تہذیب
اور چالاکی

اوتعالی اوسکے عالی مرتبہ کی فصاحت اور غایت درجہ کی

بلاغت کو خیال کیجئے

تاسعًا دین مسیحی سے استفاضہ کرنا بھی اک

باطل اور رکیک سند ہی کیونکہ اوس زمانہ کی مسیحیت بھی

عرب کی بت پرستی اور دیگر ادیان باطلہ سے کم نہ تھی

واسنگٹن ارونگ نے اس اعتراض کو اسطرح پر بیان کیا ہے

کہ "اونہون نے (یعنی محمد صلعم) مسیحیت کے ابحار حیات سے استفادہ

کیا تھا اور اگرچہ انکا انجذاب انکی ذاتی صفائی مین نہو سکا تو بھی یہ

ممکن تھا کیونکہ اونہون نے ناقص چشمون سے استفاضہ کیا تھا

اور ایسی نہرون سے استسقا کیا جنہین اونہین لوگون نے

جو انکی حفاظت کرتی خراب کر رکھا تھا جو مذہب اب تک اونہون نے سکھلایا

وہ عرب کے بعض چھوٹے مسیحیون کے مذہب سی بہت

اچھا تھا .... الخ پس جبکہ معترض کو مذہب مستفاد منہ کی خرابی

کا خود ہی اقرار تو وہ طعن محض بیکار اور شعر استغنی قدرہ امر حق ہے

بلکہ اس سے زیادہ اس زمانہ کے تمام مسیحی فرقہ عرب کے

عقائد باطلہ مین عرب کے بت پرستون سے ہمدوش تھے
مؤرخ اڈوارڈ گبن اپنی تاریخ کے ن ۵ مین لکھتا ہے
"ساتوین صدی کے عیسائی تو بلا شعور بت پرستون کے
مذہب کی مشابہت پر عود کر گئے تھے - انکی جلوت اور خلوت
کی نذر نیاز سب ان اموات بزرگان دین اور تماثیل کو ہوتی ہین
جو ممالک شرقیہ کی معبودون کی توہین تھے - اس قائم در طلوع
کے تخت پر شہیدون پیرون اور فرشتون کے ابر کی ظلمت
چھا رہی تھی اور یہی چیزین سب کی مایہ عبادت تھین
فرقہ کولر ینڈین جو عرب کی ثمر ور زمین مین سرسبز ہوا تھا مریم
البتول کو آلہتہ (دیوی) کے نام اور صفات دیتا تھا الخ
علاوہ ازین اصل اصول عقائد مسیحیہ یعنی تثلیث ذات الٰہی
اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ جو جملہ انبیاء سابقین کے تعلیمات
اور مکاشفات کے خلاف اور مسیح کے احکام کے برعکس تھا
اس مذہب کے ابطال اور تردید اور اسمین اصلاح اور تہذیب
کرنیکے لئے کافی تھا نہ یہہ کہ اس مذہب سے کچھہ استفادہ کیا گیا ہو

بلکہ عموماً وصریحاً آپ نے اسکو اضلّ ضلالات بعیدہ قرار دیا۔

عاشرا — ہم اک اور عمدہ دلیل بیان کرتے ہین جسکی قطعیّت دلالت بہر طور لائق قبول ارباب عقول ہے کہ مضامین قرآنیہ کے اسلوب اور تنظیم او رنحوی و ترتیب سے صاف ظاہر ہے کہ اسمین اول سے آخر تک اسکے مقاصد اور مآرب مین باہم توفیق اور منطوق و مفہوم مین باہم تطبیق ہے ذکر جلائل و نعوت الٰہیّہ و بیان فضائل و محامد ربّانیّہ باہم متلائم — اور براہین اثبات توحید و ابطال عبادت اوثان باہم متماثل — اور ذکر وعد و عید و انذار و تبشیر باہم متشاکل اور حقائق و معارف ربّانی اور مکارم اخلاق و نظام امور و مصالح عباد و احکام معاشش باہم متماثل — اور اُسکے موضوع و منشاء تمام ایسے باہم متقارب ہین کہ ایک ہی صاحب رای صائب دیگر کار با وقار و سلیم القلب و غیر متزلزل کے رشحات قلم و نتائج فہم معلوم ہوتی ہین — حالانکہ ضروری امر بلزوم عقلی ثابت ہے کہ جس امر کی ترکیب مین اشخاص متعدد وجوہ متکثر

تو اصحاب آرار متنوعہ دا رباب طبائع مختلفہ شریک وسہیم
ہوتے لگے ۔ انکے منتشات و مناظرو آرار و مدارک مین ضرور
تخالف وتناقض ہوگا ۔ اور ہمین وحدت خیالات اور یگانگت
مشارنہ پائی جاوے گی ۔

پس اس دلیل متین وحجت مبین سے صاف ظاہر ہے
کہ تنظیم قرآن مین کسی کی شرکت نہین ہوسکتی اور شبہ منکرین
وطعن مبطلین محض سخیف اور بالکل ضعیف ہے ۔
افضل العلما جی ایم راڈول نے باینہمہ کج مج بیانی امور مذکورہ
کی تصدیق کی ہے حیث قال ۔ " آیات قرآنی مین ایسی
وحدت خیال اور استقامت وسادگی مطلب وطرز خاص اور
اور وکی زبان اور توافق محاورات (جسمین اک خاص نقص قوۂ
متخیلہ بھی ہمردیف ہے) سے ہمے جسبتے ثابت ہوتا ہی کہ آیات
قرآنی قلم واحد کے رشحات ہین " ۔

فتلک عشرۃ کاملہ

(۱۵) آخر کتاب مین ع د نے ایک فصل
خصائص نبوی مین لکھی — خصائص کا ذکر سیرت کی کتابون
مین غیر منضبط طریق سے ہوتا ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ خصائص کا
شمار یا استقراء داخل عقائد ایمانیہ نہین اور نہ کسی مقام پر
قرآن شریف مین کہین انکو جمع کیا اور نہ کسی حدیث نبوی مین
اسکا استیعاب ہوا — مگر روایتون کے جمع کرنے والون نے
اقوال صحابہ و تابعین مین جو اس قسم کی خبرین پائین جن مین
کسی خاص فعل یا ترک کی تخصیص پر اشارہ پایا گیا اسکو
اصل راوی کی رائے یا روایت کی مفہوم سے اک خاصّہ
سمجھہ لیا اور جب روایتون کی تبویب کرنے لگے تو حسب قاعدہ
روایات واردہ فی الباب کو اکجا جمع کیا اور وہ فصل خصائص
مین شمار کی گئی۔ الاظاہر ہی کہ اُن خصائص عدیدہ و شہیرہ
مین سے اکثر غیر قطعی اور محض ظنّی ہین دو وجہ سی اوّل تو
ضابطہ روایت کی حیثیت سے کہ وہ خبار احاد ہین
دوسرے انکا مضمون صاحب وحی کا منطوق نہین ہے

بلکہ راویون کا مظنون ہے حاضرین جلسہ اور شاہدین ماجرا نے جناب نبوی سے کسی فعل یا ترک کی نسبت اپنی فہم کے موافق اک وقت خاص مین اسکو خصائص مین سے سمجھا اور ایسا سمجھنا اُسکا ظن اور گمان تھا - بالجملہ خصائص کے باب مین بجز دو چار باتون کے اور کوئی قطعی اور یقینی نہین بلکہ بعض ایسے خصائص جنکو مخاطب نے بیان کیا مثلاً ۱۸ و ۲۶ و ۲۸ اور ۳۱ موضوع و مفتری ہین اور بداہت عقل انسانی اُنکے بطلان پر شہادت دیتی ہے اور ۱۹ و ۲۹ و ۳۰ کو بے موقع طور سے بیان کرکے بظاہر طعن آمیز اور معیوب ظاہر کیا ہے --- اور باقی خصائص از قسم عادات بشریہ و امور طبعیہ و انتظام کی ہین اُنکو بحث نبوت سے کچھ واسطہ نہین

یہہ بھی خیال رہے کہ ناخدا ترس اور خائن مورخ کی منقولات پر کسی طرح ذرہ بھی اعتماد نہین ہوسکتا اور دیکھیے خیانت خصائص کے باب مین ظاہر ہی کہ اُسنے بعض ان خصائص کو جو نفی اور حرمت کی صورت مین تہین اثبات اور ایجاب کی صورت مین بیان کیا ہی جیسے ۷ تخصیص تحریم با یخیلہ